ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

۱۰ شوال ۱۴۲۹ھ ـــــ اکتوبر ۲۰۰۸ء

قارئین کو
عید الفطر مبارک

پیامِ عید

"عید کے دن رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر عیدگاہ کی طرف گامزن تھے کہ راہ میں ایک بچہ روتا ہوا دیکھا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طفلکِ بے آسرا کو پیار کیا اور پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی: سب بچے اپنے اپنے ماں باپ کے ساتھ عید کی مسرتوں، راحتوں اور لذتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اور میں تنہا اُداس ہوں، غم کی اس کھائی میں گرا تو آنسو اُبل پڑے۔ رحمتِ کائنات علیہ الصلوات والتحیات الطیبات نے اس بچے کو اٹھایا اور اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا تو میرا بیٹا ہے، میں تیری تنہائی کا مونس، میں تیرا غم خوار ہوں، تو میرا دلدار ہے۔" (رضی اللہ عنہ) ۔ دولت کی مستی، اقتدار کے نشہ، جاگیروں کے غرور، کارخانوں مِلّوں کی چمنیوں کے دھوئیں، مشینوں اور ٹریفک کی وحشتوں کے شور میں کوئی ہے جو اُمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غریبوں، مسکینوں، یتیموں، ناداروں، بیماروں اور بے آسرا روتی، چلّاتی، سسکتی ہوئی انسانیت کے سر پر محبت کا ہاتھ پھیرے، اسے اپنائیت کا کندھا دے، اس کی تنہائی کو پُر رونق کرے، اُس کے خلوت کدۂ دل وجان میں مسرتوں کا نور بکھیرے اور قبر وحشر کی وحشتوں میں کسی کو مونسِ جاں بنائے؟

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(مئی ۱۹۸۸ء)

★ پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور قادیانیت
★ فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان
★ کوٹلی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں

★ خوش نوا بھی، نقش گر بھی۔ سید ابوذر بخاریؒ
★ شورش کاشمیری۔ ایک عہد، ایک اسلوب!
★ اردو ادب کی سعید روح، جعفر بلوچ مرحوم

نورِ ہدایت

القرآن

''ہم نے اس قرآن کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور روح القدس اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔''

(سورۃ القدر)

الحدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے روز بندے کے سفارشی بن کر آئیں گے۔ روزہ کہے گا پروردگار! میں نے اسے کھانے پینے اور شہوت سے روک رکھا تھا۔ اب تو اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما! قرآن کہے گا میں نے راتوں کو اس کو نیند سے باز رکھا اب تو اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما۔ آپ فرماتے ہیں دونوں کی سفارش قبول ہوگی۔'' (مسلم)

الآثار

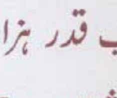

آج وطن عزیز وحشتوں کی زد میں ہے، مقتل گاہ انسانیت کی بدترین مثال ہے۔ عید کے پرمسرت موقع پر ہم اپنے رب کے حضور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے دین حق سے بغاوت اور یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت کی بھول بھلیوں اور دلکشیوں میں کھو گئے۔ نتیجتاً مسجدیں ویران، معاشی بدحالی، بدامنی، لوٹ کھسوٹ اور قتل و غارت گری عام۔ مسلمان، مسلمان کی جان کا دشمن، ملک خانہ جنگی کے دہانے پر، حکمران اور سیاست دان کرپٹ، قومی ادارے تباہ و برباد، رشوت انعام، جھوٹ فیشن اور آرٹ، مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ عوام کے اعتماد سے محروم! آخر ایسا کیوں ہے......؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مسلمان من حیث القوم اپنی شناخت کھو چکے ہوں؟

ہم نام کے مسلمان اور عمل میں یہود و نصاریٰ کے تمدن اور تہذیب کے اسیر ہو چکے ہوں؟

اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یقین مانیں کہ...... یہ وحشتیں اور کلفتیں اسی دورخے پن اور منافقت کی سزا ہیں۔

اے کاش! ایسا ہو سکتا کہ...... ہم عید اسی طرح مناتے جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منائی۔ ہم عید کی خوشیوں میں دنیا بھر کے معتوب و مظلوم مسلمانوں کو بھی شریک کرتے۔ اپنی دعاؤں، اخلاقی تعاون اور اپنی اجتماعی حمایت سے۔ مگر ہم نے تو انہیں یاد تک نہ کیا۔

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰ مئی ۱۹۹۵ء)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہٗ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 19 شمارہ 10 | شوال 1429ھ / اکتوبر 2008ء

Regd.M.NO.32. I.S.S.N.1811-5411

فہرست

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	2
شذرہ:	ذرائع ابلاغ پر نظر رکھیے!	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار:	پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور قادیانیت	عبداللطیف خالد چیمہ	8
//	قادیانیت نوازی	مولانا محمد ازہر	8
دین و دانش:	درسِ حدیث	مولانا عبداللطیف مدنی	10
ردّ قادیانیت:	فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان	پروفیسر مشتاق خان کیانی	14
//	کوٹلی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں	محمد مقصود کشمیری	22
//	ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی تازہ دہشت گردی	سید رمیز الدین احمد	29
شخصیت:	خوش نوا بھی، نقش گر بھی (بیاد: سید ابوذر بخاریؒ)	شعیب ودود	33
//	اردو ادب کی سعید روح۔ جعفر بلوچ مرحوم	ڈاکٹر انور سدید	39
شاعری:	چل بسا جعفر بلوچ (خودنوشت مرثیہ)	جعفر بلوچ	43
شخصیت:	شورش کاشمیری۔ ایک عہد، ایک اسلوب!	محمد الیاس میراں پوری	44
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب۔ ڈاکٹر انور سدید، جاوید اختر بھٹی، ذوالکفل بخاری، صبیح ہمدانی		47
اخبار الاحرار:	مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	51
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com
www.mahrar.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ ناشر: سید محمد کفیل بخاری۔ طابع: آشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول

سید محمد کفیل بخاری

مدیر

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی

مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر

محمد الیاس میراں پوری

ilyas_miranpuri@yahoo.com
ilyasmiranpuri@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/200 روپے
بیرون ملک ——— -/1500 روپے
فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

100-5278-1

بینک: 0278 یو بی ایل ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات　　مدیر

اپنی زمین پر دشمن کی جنگ

سابق صدر جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کو امریکہ کے حوالے کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا، اُس کا بھگتان پوری قوم کر رہی ہے۔ شاہ پرویز، پاکستان کو جس آگ میں جھونک گئے ہیں، اس کا بجھنا اور اس سے نکلنا بہت مشکل نظر آ رہا ہے۔ انھوں نے قوم سے اپنے الوداعی خطاب کے آخر میں ''ملک کا خدا حافظ'' جس انداز سے کہا تھا، موجودہ حالات میں وہ بار بار یاد آ رہا ہے۔ یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم منتخب ہو کر سب سے پہلے امریکہ حاضری دے آئے ہیں۔ اب آصف زرداری صدر منتخب ہو کر امریکہ حاضر ہیں۔

صدر آصف زرداری نے امریکہ میں کہا:

''امریکہ پاکستان کی خود مختاری کا احترام کرے۔''

صدر بش نے کہا:

''امریکہ پاکستان کی خود مختاری کا مکمل احترام کرتا ہے۔''

عین اسی وقت امریکی جنگی طیارے، بغیر پائیلٹ جاسوس طیارے اور ہیلی کاپٹر پاکستانی حدود میں داخل ہو کر ہماری خود مختاری کو پامال کر رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر زمین پر اُترا اور امریکن فوجیوں نے ایک قبائلی کے گھر میں گھس کر تمام افراد قتل کیے اور ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر واپس چلے گئے۔ گزشتہ ماہ ایک دن چھوڑ کر ہر دوسرے دن امریکی طیاروں کا پاکستانی علاقے میں گھس کر بمباری کرنا، راکٹ برسانا اور واپس چلے جانا معمول ہو گیا تھا۔

امریکی افواج کے سربراہ مائیک مولن نے واشنگٹن میں اپنی پریس کانفرنس میں کہا کہ:

''پاکستان نے سرحد پر امریکی فوج کے خلاف طاقت استعمال نہ کرنے کی یقین دہانی کرا دی ہے۔''

باجوڑ، جنوبی وزیرستان، سوات اور دیگر شمالی علاقے اس وقت محاذ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ اپنے ہی ہم وطن، اپنے بھائی، بہن اپنی فورسز کے ہاتھوں قتل ہو رہے ہیں۔ ستمبر ۲۰۰۱ء سے پہلے تو یہ سب محبِ وطن تھے۔ آٹھ برسوں میں انھیں دہشت گرد کس نے بنایا؟ ۱۹۷۱ء میں مرحوم مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا تھا اس کا نتیجہ ہمیں مشرقی بھائی کی دائمی جدائی کی صورت میں ملا۔ آج شمال میں وہی آموختہ دہرایا جا رہا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ ہم نے سوچا کہ ہم کس کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

ہم اپنی زمین پر امریکی مفادات کے تحفظ کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اس کا نتیجہ ملک میں بدامنی، خانہ جنگی، دہشت گردی، قتل و غارت گری کے سوا کچھ اور نہیں نکلے گا۔ یہ جنگ ختم نہیں اور وسیع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

ذرائع ابلاغ پر نظر رکھیے!

عبداللطیف خالد چیمہ

میڈیا جس تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اس نے زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ہے اخبارات و رسائل اور الیکٹرانک میڈیا انسانی ذہنوں کی ساخت پر اثر انداز ہونے لگا ہے۔ اجتماعی کام شعور اور کامن سینس کے بغیر ممکن نہیں۔ دنیا کا منظر جس تیزی کے ساتھ ہر روز بدلتا نظر آ رہا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کا کام کرنے والے زمینی حقائق کو نظر انداز کرنے کا وطیرہ چھوڑ دیں اور کھلی آنکھوں سے اس کا ادراک کریں کہ ہمارا دشمن کن حربوں اور کن ہتھیاروں سے لیس ہو کر دین و سیاست، تہذیب و ثقافت اور افکار و نظریات پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ صرف فتنۂ ارتداد مرزائیہ کو لے لیں کہ وہ میڈیا میں کس طرح اپنے تربیت یافتہ افراد کو داخل کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ جگہ بنا کر کس طرح اثر انداز ہونا شروع ہوتے ہیں۔ اس کو سمجھے بغیر ہم شعوری طور پر تحفظِ ختم نبوت کے مشن کو کماحقہ آگے نہیں بڑھا سکتے۔ قادیانی علانیہ اور بھیس بدل کر دونوں طریقوں سے اردو و انگریزی اخبارات اور ٹی وی چینلز میں داخل ہو چکے ہیں اور کچھ لوگ لبرل ازم کی آڑ میں اُن کے نظریات کو فروغ دے رہے ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال ۱۴ رستمبر کی شام ٹی وی چینل ''آج'' پر کراچی میں پیش آئی، جہاں پروگرام ''سفرِ ہدایت'' زبیر احمد کی میزبانی میں ڈاکٹر خالد ظہیر سے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے گفتگو کرائی گئی۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی اور گکھڑ منڈی سے جناب فضل حسین چیمہ نے اس بابت ہمیں توجہ دلائی کہ ایسی گفتگو ہوئی یا ''کرائی'' گئی ہے۔ جس سے امت کے چودہ سو سالہ متفقہ عقیدے اور ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلے کے برعکس قادیانی دجل و فریب کی بو آ رہی ہے ''کہ نبوت رحمت ہے تو پھر ختم کیسے ہو گئی یہ تو جاری رہنی چاہیے۔'' وغیرہ وغیرہ

متعدد احباب کی طرف سے اس پر اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک سے ''آج'' ٹی وی چینل کو اپنا پرامن احتجاج ریکارڈ کروایا گیا۔ بعض دوستوں نے اخبارات میں مضامین اور کالم لکھے۔ چنانچہ ۲۲ اور ۲۳ رستمبر کی درمیانی رات ڈاکٹر خالد ظہیر نے ''آج'' ٹی وی چینل کے ایک پروگرام میں اِس پر معذرت کی جو بہرحال خوش آئند ہے۔ ہم ان کی وضاحت کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا دین بیزار طبقات کو ورتج دینے اور امتِ مسلمہ کے متفق علیہ عقائد میں تشکیک کا موجب نہ بنے۔ اِسی طرح بعض اردو اور انگلش اخبارات میں بعض کالم نویس ''قادیانی فلسفۂ جہاد'' کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنے اور اپنی نسلوں کے ایمان کو محفوظ بنانے کے لیے ایسے اقدامات کرنا ہوں گے جس سے ذرائع ابلاغ پر نظر رکھنے کا اہتمام ہو سکے اور ایک ایسی ٹیم تیار کی جا سکے جو اس ''میڈیا وار'' میں اپنا کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دشمن کے طریقۂ واردات کو پوری طرح سمجھ سکے۔

مجلس احرارِ اسلام کی جملہ ماتحت شاخوں اور اراکین و معاونین کا بدرجۂ اولیٰ فرض بنتا ہے کہ وہ میڈیا پر خصوصی نظر رکھیں۔ اخبارات و رسائل اور جرائد کا بغور مطالعہ کریں، میڈیا کے حوالے سے اپنے ماحول میں شعور بیدار کریں اور اِس کے مثبت و منفی پہلوؤں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں!

پیپلز پارٹی، ایم کیو ایم اور قادیانیت

عبداللطیف خالد چیمہ

میرے محسن و مربی اور پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی ایک طویل عرصے سے یہ کہتے اور لکھتے چلے آرہے ہیں کہ بعض بین الاقوامی طاقتوں، لابیوں کی آشیر باد اور پاکستان کی بعض مقتدر قوتوں اور سیکولر سیاستدانوں کی سپورٹ سے قادیانیوں نے ۱۹۷۳ء کے دستورِ پاکستان کی ۱۹۷۴ء والی وہ قراردادِ اقلیت جس کی روشنی میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کو ختم کروانے کے لیے پوری طرح سرگرمِ عمل ہیں اور اس کے لیے انھوں نے اپنا ''ہوم ورک'' کر لیا ہے۔ اندر کی آنکھ (INNER EYE) سے اگر دیکھا جائے تو بہت حد تک یہ بات قرین قیاس نظر آتی تھی لیکن افسوس کہ ہم ابھی تک روایتی کام کے دائرے سے باہر نہ نکل سکے یا پھر دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کی روشنی میں اس فتنے کی تباہ کاریوں کے طریق کار کا ادراک نہ ہو سکا۔ فتنہ ارتداد مرزائیہ پوری دنیا میں اپنے کفرِ ارتداد کو اسلام کے نام متعارف کروا رہا ہے۔ عوام کی غربت، جہالت اور دین سے عموماً ناواقفیت کی بنا پر بعض لوگ قادیانیوں کے فریب میں پھنس جاتے ہیں اور اس اپ ڈیٹ انفارمیشن کے دور میں بھی وہ مسلمانوں کو مرتد بنا لیتے ہیں۔

بدقسمتی سے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین گزشتہ چند دنوں سے اسی فتنے کی وکالت کے لیے نکل کھڑے ہوئے ہیں اور قادیانیوں کی ''مظلومیت'' کا ڈھنڈورا پیٹنے میں سبقت لے جانے کے لیے کمر بستہ ہیں۔ عامر لیاقت حسین کو ایم کیو ایم سے باضابطہ نکالنے کا اعلان بھی آچکا ہے۔ جرم صرف یہ ہے کہ وہ شاتمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانے لگے ہیں اور قادیانیوں کے بارے میں قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے علاوہ دستورِ پاکستان کی قراردادِ اقلیت کی روشنی میں دیکھنے لگے ہیں اور یہ جرم ان سے ایک نجی ٹیلی ویژن چینل پر بھی سرزد ہوا ہے جبکہ عامر لیاقت حسین استقامت کے ساتھ اِس مؤقف پر قائم ہیں۔ ہم سب ان کے لیے دعا گو ہیں کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور زبان وقلم کو فتنہ ارتداد مرزائیہ کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانے کے لیے بھی بروئے کار لائیں۔ محسوس یہ ہو رہا ہے کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم دستور کی اسلامی دفعات خصوصاً عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ بارے قوانین کو ختم یا نرم کرانے کے لیے قادیانیوں کی گہری سازش کا شکار ہو چکے ہیں اور اس کے لیے قادیانی ریشہ دوانیوں کو تحفظ فراہم کرنے سے لے کر متعدد اعلیٰ ترین عہدوں پر

اس گروہ کے بعض افراد کو مسلط کرنے پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ روزنامہ ''امت'' کراچی کی ۱۳ ستمبر اور روزنامہ ''جسارت'' کراچی کی ۱۵ ستمبر کی اشاعت کے مطابق پیپلز پارٹی کے اہم رہنماؤں اور متحدہ قومی موومنٹ کے قائد کی جانب سے قادیانی قیادت کو حمایت کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ صوبہ سندھ میں اہم عہدوں پر قادیانیوں کو تعینات کیے جانے کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

پیپلز پارٹی کی حکومت کے قیام کے بعد قادیانی افراد کو خصوصی طور پر نوازے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جو تا حال جاری ہے۔ سندھ سمیت ملک بھر میں اہم ذمہ داریوں پر قادیانی لابی سے تعلق رکھنے والے افراد کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کے اہم رہنما قادیانی افراد کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ لندن میں ایم کیو ایم کی اعلیٰ قیادت اور قادیانی جماعت میں روابط اور ملاقاتوں میں مزید تیزی آ گئی ہے۔ آصف علی زرداری کے صدر منتخب ہونے کے بعد محکمہ ماحولیات میں اہم ذمہ دار کے طور پر فرائض انجام دینے والے قادیانی شخص کو ان کے قریبی رفقاء میں شامل کر لیا گیا ہے اور مذکورہ شخص ایوانِ صدر سے معاملات ہینڈل کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے کام کر رہا ہے۔ کراچی میں محکمہ پولیس کے انتہائی اہم عہدہ پر بھی قادیانی شخص کو تعینات کرنے کے بعد اس کی بیوی کو پی آئی اے میں اہم ذمہ داری سونپ دی گئی ہے جبکہ محکمہ ریلوے کی ذمہ داری بھی اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے شخص کو دے دی گئی ہے۔

اخباری رپورٹس کے مطابق وفاقی اداروں سمیت دفاع جیسے اہم اور حساس اداروں میں بھی اس گروہ کے افراد کو داخل کر دیا گیا ہے اور اہم عہدوں پر تعیناتی کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیوں میں اچانک اضافہ ہو گیا ہے۔ ملک بھر میں خصوصاً سندھ میں اِرتدادی لٹریچر کی تقسیم، غریب افراد کو رقم کی فراہمی کے ذریعے ان کو دین سے ہٹانے کی کوششوں سمیت مختلف اقدامات میں تیزی پیدا کر دی گئی ہے۔ کراچی کے متعدد علاقوں میں قادیانی سرگرمیاں خاصی تیز ہو گئی ہیں۔ اِسی طرح پنجاب کے بعض شہروں میں بھی قادیانی سرگرمیاں خطرناک رُخ اختیار کرتی نظر آ رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ۱۱ ستمبر کو نمازِ تراویح کے بعد ضلع ننکانہ صاحب کے تھانہ صدر کے چک نمبر ۴ گ ب میں تحفظِ ختم نبوت کے محاذ کے سرگرم کارکن محمد مالک کو شہید کر دیا گیا۔ شہید محمد مالک نے گزشتہ جون میں قادیانی ملزمان کے خلاف توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ۲۹۵۔سی کے تحت ایک ایف آئی آر درج کرائی تھی، وہ اس مقدمہ کی پیروی میں بھی پوری طرح سرگرم تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ پولیس اور قادیانی مذکورہ مقدمے کی پیروی سے ہٹانے کے لیے کئی حربے اختیار کرتے رہے لیکن وہ دیوانہ جو عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو گیا، ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ اس نے متعدد بار ضلعی و مقامی پولیس افسران کے سامنے بیسیوں افراد کی موجودگی میں کہا کہ قادیانی مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مجھے کچھ ہوا تو ذمہ دار ۲۹۵۔سی والے مقدمے کا تفتیشی پولیس افسر اور قادیانی ہوں گے۔

بتایا جاتا ہے کہ پولیس نے قادیانیوں سے بھاری رقم کے عوض مقدمے کو پوری طرح خراب کر دیا تھا اور مثل کو

بھرنے کی بجائے خالی رکھا، اُسی تفتیشی کو فی الوقت گرفتار کر لیا گیا ہے تاکہ عوام کا جوش باہر نہ آئے۔ وکلاء برادری اس پر سراپا احتجاج ہے اور ڈسٹرکٹ بار نے ۱۵ر ستمبر کو اس سلسلہ میں ہڑتال کی اور بھرپور ریلی نکالی۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مکاتبِ فکر اور دینی قیادت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرے اور بغیر سیاسی مصلحت کے قادیانیوں، ان کے سرپرست حکمرانوں اور سیکولر سیاستدانوں کے تعاقب کے لیے نئی صف بندی کا اہتمام کرے۔ اس موقع پر ہم پیپلز پارٹی کی قیادت کو مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے حوالے سے یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ بھٹو مرحوم جب اڈیالہ جیل میں اپنی زندگی کے آخری ایام اسیری گزار رہے تھے تو ڈیوٹی افسر کرنل رفیع الدین کے ساتھ اس مسئلہ کے حوالے سے جو گفتگو ہوئی، اس کو کرنل رفیع الدین نے ''بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن'' نامی اپنی کتاب میں یوں ذکر کیا ہے کہ

> ''احمدیہ مسئلہ، یہ ایک مسئلہ تھا جس پر بھٹو صاحب نے کئی بار کچھ نہ کچھ کہا۔ ایک دفعہ کہنے لگے: رفیع! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے۔ یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے۔ ایک بار انھوں نے کہا کہ قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے، اس میں میرا کیا قصور ہے؟ ایک دن اچانک مجھ سے پوچھا کہ کرنل رفیع الدین! کیا احمدی آج کل یہ کہہ رہے ہیں کہ میری موجودہ مصیبتیں ان کے خلیفہ کی بددُعا کا نتیجہ ہیں کہ میں کال کوٹھڑی میں پڑا ہوں؟ ایک مرتبہ کہنے لگے کہ بھئی اگر ان کے اعتقاد کو دیکھا جائے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ہی نہیں مانتے اور اگر وہ مجھے اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دینے کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں تو کوئی بات نہیں! پھر کہنے لگے میں تو بڑا گناہ گار ہوں اور کیا معلوم کہ میرا یہ عمل ہی میرے گناہوں کی تلافی کر جائے اور اللہ تعالیٰ میرے تمام گناہ اس نیک عمل کی بدولت معاف کر دے، بھٹو صاحب کی باتوں سے میں اندازہ لگایا کرتا تھا کہ شاید انھیں گناہ وغیرہ کا کوئی خاص احساس نہ تھا لیکن اس دن مجھے محسوس ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ (''بھٹو کے آخری ۳۲۳ دن: از کرنل رفیع الدین)

بھٹو مرحوم نے ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئین میں لاہوری و قادیانی مرزائیوں سے متعلق جب ترمیم متفقہ طور پر منظور ہو چکی تھی تو کم و بیش آدھ گھنٹے پر مشتمل خطاب کیا جو ہماری دینی و سیاسی اور قومی تاریخ کا حصہ ہے۔ جس میں اِس تاریخی فیصلے کے پس منظر پر روشنی ڈالی اور سیاسی تناظر میں بھی اس کا پورا جائزہ لیا۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت سے ہماری درخواست ہے کہ وہ بھٹو مرحوم کی اس تاریخی تقریر کی ریکارڈنگ جو یقیناً اسمبلی سیکریٹیٹ میں بھی محفوظ ہوگی ضرور سن لیں، پڑھ لیں ورنہ ہم فقیر بھی اس خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ کوئی ذی شعور بھٹو کی اس تقریر کو سن لے یا پڑھ لے اور بھٹو کے اس بابت خیالات سے آگاہی حاصل کر لے تو وہ اس مسئلے کی نزاکت اور اس فتنے کی سنگینی سے ضرور آگاہ ہو جائے گا اور شاید ان کی حمایت سے بھی دست بردار ہو جائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اصل میں ایک ماحول بنایا جا رہا ہے۔ اس تاریخی فیصلے اور صدر ضیاء الحق مرحوم کا جاری کردہ

امتناعِ قادیانیت ایکٹ۱۹۸۴ء(جوتعزیرات پاکستان کا حصہ بن چکا ہے) کی حیثیت کومشکوک یاختم کرنے کے لیے کئی لابیوں اورمیڈیا(خصوصاً انگریزی اخبارات اورالیکٹرانک میڈیا) کوبھی استعمال کیا جارہاہے،جس کی ایک تازہ مثال یہ ہے کہ۱۴ستمبر۲۰۰۸ءاتوار کی شام کراچی سے’’ آج‘‘ٹی وی چینل پر زبیر احمد کی میز بانی میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ایک پروگرام نشر کیا گیا ہے۔جس میں اپنی مرضی کے ایک اسکالر سے امت کے چودہ سوسالہ متفقہ اوراجماعی عقیدے کے برعکس قادیانی دجل وتلبیس والی گفتگوکرائی گئی،مرضی کا جواب لے کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ’’نبوت رحمت ہے تو پھرختم کیسے ہوگئی یہ تو جاری رہنی چاہیے تھی‘‘ وغیرہ وغیرہ۔اِس حوالے سے ہم کراچی کے بریلوی، دیو بندی، اہلحدیث اور دیگر طبقات سے دردمندانہ درخواست کریں گے کہ وہ کم ازکم کراچی کی سطح پر اپنا کردار ضرورادا کریں اورصورتحال کا نوٹس لیں لیکن اچھی خبر یہ ہے کہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ والے حضرات ’’ختم نبوت چینل‘‘ کے لیے مسلسل ہوم ورک کے بعد اگلے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں جبکہ لندن میں بعض حضرات اسی حوالے سے فیزیبلٹی تیار کررہے ہیں تاکہ مسلم ٹی وی احمدیہ(M.T.A) کے نام سے قادیانی دنیا کو جو دھوکہ دے رہے ہیں اس کا تدارک اور سدباب ہو سکے۔

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پرہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ

دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

قادیانیت نوازی

مولانا محمد ازہر

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی اساس و بنیاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی غیر تشریعی ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو سے زائد احادیث شریفہ سے ''عقیدۂ ختم نبوت'' ثابت ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ کسی کو اس مسئلہ میں تردد ہو اور وہ خود کو مسلمان بھی سمجھتا ہو تو اسلام کا ازسرنو مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک میں اسود عنسی نامی بد بخت نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے قتل کے لیے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا جنھوں نے اسود عنسی کو جہنم واصل کیا۔ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کی سرکوبی کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا۔ مسیلمہ اور اس کی جماعت کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ختم نبوت کے منکروں کے مرتد اور واجب القتل ہونے پر یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا پہلا اجماع تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں دس ہزار صحابہ کرام پر مشتمل عظیم الشان لشکر یمامہ روانہ فرما کر ہمیشہ کے لیے یہ مسئلہ طے کر دیا کہ منکرین ختم نبوت کے بارے میں مداہنت، ہمدردی، خیر خواہی اور رواداری سے ایمان کی پوری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

افسوس! صد افسوس کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے برطانیہ میں بیٹھ کر قادیانیوں کی حمایت میں جو کچھ کہا ہے، اس میں عقیدۂ ختم نبوت کی عزت و حرمت اور اہمیت و اساسیت کا لحاظ نہیں کیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ میری نظر میں یہ غلط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے والے کو قتل کر دیا جائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو کیا اب ان سے جینے کا حق بھی چھین لینا چاہیے، یہ کون سا اسلام ہے کہ احمدیوں (قادیانیوں) کو قتل کر دیا جائے۔ (روزنامہ ''جنگ''، ۲۰ ستمبر ۲۰۰۸ء)

ایم کیو ایم کے قائد کے اس اندازِ خطابت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی عظمت و حقیقت سے بالکل بے خبر ہیں۔ انھیں اس بات کا ادراک نہیں کہ عام کافروں اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ حریمِ نبوت پر ہاتھ ڈالنے والے ان قزاقوں اور دوسرے غیر مسلموں میں بنیادی فرق ہے۔ قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا ہے لیکن انھوں نے آج تک پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ کسی کے کفر و اسلام کا فیصلہ پارلیمنٹ نہیں کر سکتی۔ حالانکہ اس کا واضح جواب ہے کہ کفر و اسلام کا فیصلہ تو قرآن و سنت کی نصوص ہی کرتی ہیں

لیکن ان نصوص کے اطلاق یا عدم اطلاق کا فیصلہ تو بہر حال ہر دور کے اہلِ علم ہی کرتے چلے آئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی آستین کے وہ سانپ ہیں جو دوسرے کافروں کی نسبت بدر جہا زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہیں۔ یہود و نصاریٰ اور ہنود ہمیں وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ہماری صفوں میں گھس آنے والے قادیانی منافق ہمیں پہنچا رہے ہیں۔

علمائے اسلام کی اس سے بڑھ کر رواداری اور حب الوطنی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ قادیانیوں کے ارتداد کے باوجود ان کے قتل کا فتویٰ نہیں دیتے بلکہ حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے اور عقیدۂ ختم نبوت سے وفا کا ثبوت دے۔

باقی علمائے حق سے یہ توقع رکھنا کہ وہ باطل کے مقابلہ میں بھی خاموش رہیں، خام خیالی اور قادیانیوں کی ناجائز ناز برداری ہے۔ ایم کیو ایم کے قائد کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے کہ علماء کرام کی رواداری ہی کی بدولت قادیانی اس ملک میں نہ صرف دندناتے پھرتے ہیں بلکہ اعلیٰ ملازمتوں اور بلند مناصب پر فائز ہیں۔ کیا جھوٹے مدعی نبوت کے پیروکاروں اور علمبرداروں کو برداشت کرنا کچھ کم رواداری ہے جبکہ قادیانی اور ان کے گماشتے قادیانیوں کی جارحیت کے مقابلہ میں مدافعت کو بھی جرم قرار دے رہے ہیں۔

ہمارا الطاف حسین صاحب سے سوال ہے کہ اگر کوئی شخص کذب بیانی کر کے خود کو حکومت کا نمائندہ ظاہر کرے اور وہ تمام کام شروع کر دے جو حکومت کا نمائندہ کرتا ہے تو حکومت کا کیا ردّ عمل ہوگا؟ کیا اسے صرف اس لیے برداشت کر لیا جائے گا کہ چلیں اس کا کاروبار چلنے دیں جبکہ حکومتی اہلکار کیا، صدرِ مملکت کا منصب بھی نبوت کی گرد پا کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر صدارت و وزارت کا جھوٹا مدعی اور دھوکے باز آپ کی حکومت کا مجرم اور غدار ہے تو نبوت کا جھوٹا مدعی اور اس کے ماننے والے اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے مجرم اور غدار ہیں۔ اگر آپ کی حکومت کا غدار سزا کا مستحق ہے تو خدا تعالیٰ کی سلطنت کا غدار کس منطق کے تحت قابل معافی ہے؟ کیا علماء کرام کی طرف سے رواداری کا یہ مظاہرہ کچھ کم ہے کہ جھوٹی نبوت کا دھندہ چل رہا ہے اور وہ ملکی قانون کے اندر رہتے ہوئے پر امن جدوجہد کے قائل ہیں۔

قادیانیوں کے حامیوں کے نزدیک اگر رواداری کا یہ مطلب ہے کہ قادیانی جس طرح چاہیں اپنے عقائد کی تبلیغ کریں، اپنے خیالات کا اظہار کریں، سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں، مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پرچار کریں اور ہم انھیں غلط نہ کہیں، ان کی جارحیت کی مدافعت نہ کریں تو ہم ایسی رواداری سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جن کے کفر پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہو، ان کی حمایت یا مدح سرائی کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بقول حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ:
مرزا قادیانی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو جو گالیاں دی ہیں اگر سب مسلمان مل کر بھی اسے برا بھلا کہیں تو بدلہ نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو حرامی اور کنجریوں کی اولاد کہا ہے۔ اس کے ’’مخالفین‘‘ میں قیامت تک کے تمام مسلمان آگئے ہیں، لیکن پھر بھی پاکستان کے مسلمانوں نے قادیانیوں کو اپنے ملک میں برداشت کیا، بلکہ بڑے بڑے عہدے ان کے سپرد کیے، اگر مجھے یا الطاف حسین صاحب کو کوئی شخص حرامی اور کنجری کا بچہ کہے اور پھر بھی میرے یا ان کے اندر کوئی جنبش، کوئی ولولہ، کوئی حمیت پیدا نہ ہو تو پھر مجھے یا انھیں کسی روحانی معالج سے غیرت و حمیتِ دینی کا کوئی نسخہ لینے میں تساہل نہیں کرنا چاہیے۔

علم کیا ہے؟

ابواب العلم عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

درسِ حدیث
مولانا عبداللطیف مدنی*

علم کی تعریف:

علم جہالت کی ضد ہے اور جہالت تاریکی کا نام ہے۔ جہالت میں واضح چیزیں بھی چھپی رہتی ہیں اور جب علم کی روشنی نمودار ہوتی ہے تو وہ چیزیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ علم بے شک اللہ کا نور اور اس کا خصوصی انعام ہے جو اپنے خاص بندوں کی عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ اپنے حبیب سید الاوّلین والآخرین خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم اوّلین و آخرین سے سرفراز فرمایا پھر علم میں اضافہ اور ترقی کے لیے ان لفظوں سے دعا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا: ''رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً'' ......(اے میرے رب میرا علم بڑھا دیجئے) جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی سلسلے میں زیادتی طلب کرنے کا حکم نہیں دیا گیا......سچ ہے

علم سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں
جَہل سے بدتر کوئی نقمت نہیں
رتبہ ملا آدم کو اس علم سے
ورنہ خاک کی تو خاک میں بھی عظمت نہیں

علم کی غرض وغایت:

علم سے مقصود یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی پسندیدہ چیزیں معلوم ہوں تاکہ ان کو بجا لایا جائے اور اس کی ناپسندیدہ چیزیں معلوم ہوں تاکہ ان سے بچا جائے اور بندہ بندگی کے حقوق وآداب سے بہرہ ور ہو کر دنیا وآخرت میں ہمیشہ کی کامیابی سے ہمکنار ہو جائے اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائے۔ اب ابواب العلم میں اس علم کے فضائل اور اس کے حقوق وآداب اور حاصل کرنے کے طریقوں کا بیان ہوگا۔

* استاد الحدیث جامعہ عربیہ چنیوٹ (ضلع جھنگ)

علم کے ابواب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں (بَابُ اِذَا اَرَاللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اَفَقَّهَه‘ فِي الدِّيْنِ)

حَـدَّثَـنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ اَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِنْدٍ عَنْ اَبِيْـهِ عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْـرًا يُّـفَـقِّهْـهُ فِـی الـدِّيْـنِ. وَفِیْ الْبَابِ عَنْ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَمُعَاوِيَةَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔''

تشریح: اس حدیث سے علم کی فضیلت اور تفقہ فی الدین کی عظمت معلوم ہوتی ہے دوسرا یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کو تفقہ فی الدین حاصل ہو جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ خیراً میں تنوین تعظیم کے لیے اور مطلب یہ ہے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر عظیم اور بڑی بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں تو جس کو دین کی سمجھ حاصل ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ خیر عظیم کا فیصلہ فرما دیا۔ یہ محض عطاء الٰہی سے ہے جو انتہائی قابل قدر اور لائق شکر ہے۔ فقہ بمعنی فہم اس سے علم میں مہارت مراد ہے اور بعض کے نزدیک اس سے فقہی علوم مراد ہیں اور بعض علماء نے فرمایا اس سے مراد وہ تمام علوم ہیں جن کا تعلق دین سے ہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ فقہاء کون ہیں۔ انھوں نے فرمایا: ''الفقيه هو الزاهد فی الدنيا والراغب فی الاخرة'' یعنی جو دنیا سے بے رغبت ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو وہ فقیہ ہے۔

''یفقہ فی الدین'' کا مطلب یہ ہے کہ اسے دین میں مہارت عطا فرما دیتا ہے اور دین میں مہارت بھی دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت وشوق کا ذریعہ ہے اور علم حقیقی وہی ہے جو انسان بنائے (انسانیت سکھائے) اگر علم انسان کو حلال وحرام میں تمیز نہ کرائے اور وہ شخص علم کے مقتضا پر عمل نہ کرے وہ علم نہیں ہنر ہے، کاروبار اور کھانے کا ذریعہ ہے۔

طالب علم کی فضیلت

بَابُ فَضَلِ طَلَبِ الْعِلْمِ

حَـدَّثَنَا مَحْمُودُبْنُ غَيْلَانَ نَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَکَ طَرِيْقاً يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْماً سَهَّلَ اللّٰهُ طَرِيْقاً اِلَى الْجَنَّةِ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی راستہ پر علم حاصل کرنے

کے لیے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

تشریح: علم سے مراد علم شریعت ہے اس لیے علم کو انبیاء کی وراثت قرار دیا گیا اور وہ علم شریعت ہی ہے۔ اگر کوئی شخص وصیت کر جائے کہ میرے مال سے علماء کی امداد کی جائے تو اس کا مصرف صرف اصحابِ تفسیر وحدیث وفقہ ہوں گے۔ (عمدہ ج ۲،ص ۴۲) اور علماء صرف وہ ہیں جنھیں قرآن وحدیث عالم کہے ورنہ بہت سے لوگ علم ہوتے ہوئے بھی گمراہ ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ''وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ'' (سورۃ جاثیہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے اس کو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ کر دیا ہے۔''

اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص علمِ دین کے حصول کے لیے کسی راستہ کو اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کی راہ آسان کر دے گا یعنی اسے دنیا میں معرفت وحقیقت کی دولت سے نوازا جائے گا اور عبادت خداوندی کی توفیق عنایت فرمائی جائے گی تاکہ وہ اس کے سبب جنت میں داخل ہو سکے یا اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ ایسے شخص پر آخرت میں جنت کے دروازہ کا راستہ اور جنت میں جو محل اہل علم کے لیے مخصوص ہے اس کی راہ آسان کر دی جائے گی۔ گو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں علم کی جو راہ ہے وہی آخرت میں جنت کی بھی راہ ہے اور علم کے دروازوں کے علاوہ جنت کی تمام راہیں بند ہیں یعنی علم کے بغیر جنت میں داخل ہونا مشکل ہے مگر شرط یہی ہے کہ علم خصوص نیت اور للّٰہیت کے جذبہ سے حاصل کیا گیا ہو اور پھر اس پر عمل کی توفیق بھی ہوتی ہو۔

حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِيّ نَاخَالِدُبْنُ يَزِيْدُ الْعَتَكِيُّ عَنْ اَبِىْ جَعْفَرِ الرَّازِيّ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ فِىْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَهُوَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعُ .هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْهُ.

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے نکلا تو وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے (یعنی جہاد میں ہے) یہاں تک کہ وہ واپس ہو۔

حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدِ الرَّازِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُعَلّٰى نَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِىْ دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَخْبَرَةَ عَنْ سَخْبَرَةَ عَنِ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ كَانَ كَفَّارَةً لَّمَا مَضٰى هٰذَا حَدِيْثٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ وَاَبُوْ دَاوُدَ اِسْمُهٗ نُفَيْعُ الْاَعْمٰى يُضَعَّفُ فِى الْحَدِيْثِ وَلَا يُعْرَفُ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَخْبَرَةَ كَبِيْرُ شَىْءٍ وَلَا لِاَبِيْهِ .

ترجمہ: حضرت سخبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس (شخص) نے علم حاصل کیا وہ (حصول علم) اس کے گزرے ہوئے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے۔

تشریح: حضرت سخبرہؓ کی روایت تو واضح ہے جس کا مطلب ہی کافی ہے البتہ حضرت انس بن مالک ﷺ کی روایت کردہ حدیث کی کچھ وضاحت پیش کی جاتی ہے۔ جو شخص اپنے عزیز واقارب، ماں باپ کی شفقت اور اپنے گھر بار کی راحتیں ترک کر کے علم دین حاصل کرنے کے لیے اپنے وطن سے نکلتا ہے خواہ علم فرضِ عین ہو یا فرض کفایہ (یعنی ضرورت و حاجت سے زیادہ) تو وہ طالب علم' مجاہد فی سبیل اللہ کے مرتبہ میں ہوتا ہے جو ثواب خدا کی راہ میں مجاہد کو ملتا ہے وہی اس طالب علم کو بھی ملتا ہے اس لیے کہ جس طرح مجاہد اس جذبہ سے میدانِ جنگ میں پہنچتا ہے کہ وہ خدا کے دین اور خدا و خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا بول بولا کرے۔ اسی طرح طالب علم کا مقصد دین حاصل کر کے خدا کے دین کو تمام عالم میں پھیلانا ہے اور شیطان کے مکر وفریب سے لوگوں کو محفوظ کر کے شیطان کو ذلیل وخوار کرنا ہے۔ لہٰذا یہ جب تک علم حاصل کر کے اپنے گھر واپس نہیں آ جاتا برابر میدان جہاد کا ثواب حاصل کرتا رہتا ہے۔

علم چھپانے کا بیان

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ کِتْمَانِ الْعِلْمِ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ بُدَیْلِ بْنِ قُرَیْشٍ الْیَامِیُّ الْکُوْفِیُّ نَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ زَاذَانَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحَکَمِ عَنْ عَطَآءٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہٗ ثُمَّ کَتَمَہٗ اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنَ النَّارِ وَفِی الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے علم کی کوئی ایسی بات پوچھی گئی جو اسے معلوم تھی مگر اس نے چھپایا یعنی بتایا نہیں' تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دی جائے گی۔

تشریح: یہ وعید ایسے عالم کے باب میں ہے جو دینی باتیں معلوم ہونے کے باوجود لوگوں کو نہیں بتاتا اور سائل کو جواب نہیں دیتا۔ علم کی بات سے مراد یہ ہے کہ اس کی تعلیم واجب اور ضروری ہو مثلاً کوئی شخص اسلام لانے کا ارادہ کرے اور کسی عالم سے کہے کہ مجھے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرو اور بتاؤ کہ اسلام کیا چیز ہے یا نماز کے وقت نماز کے مسائل اور احکام دریافت کرے یا کسی حلال وحرام چیز کا فتویٰ معلوم کرنا چاہتا ہے تو ان سب چیزوں کا جواب دینا اور صحیح' صحیح بات بتانا عالم کے لیے ضروری ہے ورنہ اگر جانتے ہوئے کوئی نہیں بتاتا تو پھر اس کے لیے مذکورہ وعید ہے اور یہ جزا بالمثل ہے کیونکہ اس جب علم کی بات پوچھی گئی تو اس نے سکوت کرتے ہوئے منہ بند رکھا گویا لگام ڈالی گئی تھی اس لیے اس کے بدلے میں قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فضل وکرم سے درگزر روالا معاملہ فرمائے۔

پہلی قسط

فلسطین، اسرائیل اور سر ظفر اللہ خان

پروفیسر مشتاق خان کیانی (لندن)

میں جناب پروفیسر راجہ نصر اللہ خان صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اخبار ''اردو ٹائمز'' میں سر ظفر اللہ خان سے متعلق میرے ایک مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پروفیسر موصوف نے جذبات کے بے لگام گھوڑے پر سوار ہو کر ناچیز پر تنقید کرتے وقت نہ تو اپنے معزز پیشے کا خیال رکھا اور نہ ہی علمی روایات اور عام شائستگی کی پروا کی۔ جہالت کا فتویٰ صادر فرما کر میرے خیالات اور رائے کو گستاخی اور کیچڑ اچھالنے سے تعبیر کیا اور میرے علم و دانش پر خطِ تنسیخ کھینچ کر اُسے صفر کے برابر قرار دیا:

تمھی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے؟

ظاہر ہے کہ اس طرح کی سوقیانہ استدلال اور دشنام طرازی کا بنیادی مقصد مجھے ڈرا کر خاموش کرنا تھا۔ عام طور پر یہ حربے وہ حضرات استعمال کرتے ہیں جو ٹھوس تاریخی حقائق سے یا تو بالکل نابلد ہوتے ہیں یا اُن کو ڈر رہتا ہے کہ ان تاریخی حقائق کے عیاں ہونے سے کہیں ان کے خیالی اور فرضی محلات چکنا چور نہ ہو جائیں۔ یا تقدس کے مسند پر بٹھائے ہوئے اُن کے خود ساختہ دیوتاؤں کے چہرے بے نقاب نہ ہو جائیں۔

یہ ایک انسانی کمزوری ہے کہ جب آدمی تاریخی شواہد اور معقول دلائل سے تہی دست ہو جاتا ہے تو دشنام طرازی اور بدکلامی کی بیساکھی کا سہارا لے کر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ کاش کہ راجہ صاحب یہ عامیانہ وطیرہ اختیار نہ کرتے اور شائستگی کے دائرہ میں رہ کر اپنے خیالات کا اظہار فرماتے۔

راجہ صاحب کیچڑ اچھالنے کے لغوی معنی اور مفہوم سے قدرے نا آشنا معلوم ہوتے ہیں۔ کسی پر علمی یا تاریخی نقطہ سے تنقید کرنا کیچڑ اچھالنا نہیں ہوتا۔ بلکہ حقائق پر مبنی علمی اور تاریخی تنقید کو علماء کے ہاں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ کیچڑ اچھالنا دراصل انگریزی محاورہ Mud Slinging کا لفظی ترجمہ ہے۔ یہ محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب آپ کسی کے کردار، اخلاق یا کریکٹر پر جھوٹے الزامات لگاتے ہوں۔ حال ہی میں سکاٹ لینڈ کے ایک مشہور یونین لیڈر اور سکاٹش پارلیمنٹ ممبر کے متعلق News of The World اخبار نے لکھا کہ ''یہ صاحب فاحشہ عورتوں کی محفل کا راجہ اندر ہیں۔'' اس پر جناب ٹامی اشفیڈ نے عدالت سے رجوع کیا اور شکایت کی کہ اخبار مذکور نے ان پر Mud Slinging یعنی کیچڑ اچھالا ہے۔ عدالتِ عالیہ نے اخبار سے ثبوت مانگا۔ جب اخبار ثبوت پیش نہ کر سکا تو پھر اخبار کو معافی

مانگنے اور ایک بھاری رقم بطور معاوضہ دینے کا حکم ہوا۔

جنگِ عراق کے حوالے سے ٹونی بلیئر اور جارج بش سخت تنقید کا نشانہ بنتے رہتے ہیں مگر یہ کیچڑ اچھالنا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ جائز اختلاف رائے اور تعمیری تنقید ہوتی ہے۔ ورنہ یہ حضرات بھی عدالت سے رجوع کرتے اور Mud Slinging کے تحت مقدمہ دائر کرتے۔

راجہ نصر اللہ صاحب اگر دیانت داری سے اس مسئلہ پر غور فرمائیں تو اُن پر واضح ہوگا کہ میں نے سر ظفر اللہ خان کے اخلاق یا کریکٹر کا ذکر ہی نہیں کیا ہے۔ مجھے یہ معلوم ہے کہ وہ اپنی ذاتی (Private) زندگی میں نہایت مذہبی آدمی تھے اور اپنے مذہبی اصولوں کے سختی سے پابند تھے۔ یہاں سر ظفر اللہ خان کی ذاتی زندگی نہیں بلکہ ان کے سیاسی خیالات اور اجتماعی زندگی زیر بحث ہے۔ اس میں قائداعظم اور لیاقت علی خان کو گھسیٹ کر بیچ میں لانے کے کیا معنیٰ؟ ان کا تو اس کہانی میں ذکر ہی نہیں تھا:

وہ بات جس کا فسانے میں کوئی ذکر نہیں
وہ بات اُن کو بہت ناگوار گزری ہے

اگر میرا گزشتہ مضمون غور سے پڑھا جائے تو واضح ہوگا کہ میں نے مرحوم لیاقت علی خان کے متعلق یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ وہ اسرائیل سے سفارتی تعلقات رکھنے کے حق میں تھے۔ میں نے مرحوم کا اس ضمن میں ذکر کیا تھا کہ وہ اسرائیل سے دوستی کے سخت خلاف تھے مگر ان کے شہید ہونے کے بعد سر ظفر اللہ خان نے اسرائیلیوں سے یہ کہا تھا کہ اگر لیاقت علی خان زندہ ہوتے تو اسرائیل کو تسلیم کرتے اور سفارتی تعلقات قائم رکھتے جو کہ سراسر جھوٹ اور غلط بیانی تھا۔ یہاں بلاوجہ قائداعظم اور لیاقت علی خان کو بیچ میں لاکر ان کے نام پر ایک جذباتی اور اشتعال انگیزی کی فضا پیدا کر کے مرحومین کے ناموں پر جذباتی تجارت کرنا ایک نہایت مذموم فعل ہے اور سر ظفر اللہ خان کے ناقدوں کو دشنام طرازی اور گالی گلوچ سے خاموش کروانے کی کوشش ایک غیر علمی اور بازاری حرکت ہے جسے انگریزی میں (Emotional Blackmail) کہتے ہیں۔

ہاں میں راجہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے جناب ظفر اللہ خان صاحب سے کوئی ذاتی بغض یا عناد نہیں ہے۔ میں صرف چند تاریخی شواہد پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ یہ حقائق اگر چند حضرات کو ناخوش گوار لگیں تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں:

پڑتی ہے پڑ جائے شکن ان کی جبیں پر
سچائی کا اظہار تو کرنا ہی پڑے گا

ذاتی طور پر میں نے ہمیشہ سر ظفر اللہ خان کو ایک قابل اور تجربہ کار جج اور وکیل مانا ہے اور ان کی فنی اور قانونی قابلیت پر کبھی شک نہیں کیا۔ اگرچہ مجھے ان سے کبھی ملنے کا شرف حاصل نہیں ہوا مگر اقوامِ متحدہ میں ان کی لمبی لمبی اور کسی حد تک بورنگ (Boring) تقریریں سننے کا موقع ضرور ملا۔ موصوف اپنی ٹھیٹھ پنجابی لہجہ میں انگریزی بولنے میں مشہور اور نمایاں تھے۔

یہاں میں ایک بات کا ذکر ضرور کروں گا کیوں کہ میرے لیے یہ ایک معمہ اور باعث تعجب ہے۔ میں نے اپنے مضمون میں بہت سے لوگوں پر تنقید کی ہے۔ خاص طور پر سر ملک فیروز خان نون اور اس قماش کے دوسرے ٹوڈی جاگیر دار، خطاب یافتہ، ذہنی غلام جو انگریز سامراج کے پروردہ خادم تھے اور اِنھی لوگوں کی جاسوسی، خدمت اور تعاون کی وجہ سے ہندوستان میں برطانوی سامراجی نظام قائم اور مسلط رہا۔ پھر نئے ملک پاکستان میں قائداعظم کے وفات کے بعد یہی ٹولہ مکمل طور پر مسلط ہو گیا تھا۔ مگر راجہ نصر اللہ خان نے صرف سر ظفر اللہ خان پر تنقید کا برا منایا اور ناراض ہو گئے۔ دوسرے بے چاروں کو نظر انداز کر کے ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور صرف سر ظفر اللہ خان کے دفاع میں ہتھیار لے کر کھڑے ہو گئے۔ کاش کہ راجہ جی یہ بتاتے کہ سر ظفر اللہ خان سے ان کا جذباتی لگاؤ اور روحانی عقیدت مندی کی کیا وجہ ہے۔ آخر وہ سر ظفر اللہ خان پر تنقید سے اس قدر برافروختہ اور سیخ پا کیوں ہو گئے؟

بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

راجہ صاحب کا یہ اعتراض بالکل بجا ہے کہ میں نے اپنے مضمون میں کسی کتاب وغیرہ کا حوالہ نہیں دیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں: ایک یہ کہ یہ اخبار یعنی ''اردو ٹائمز'' ایک تجارتی، کاروباری اور کمرشل اخبار ہے اور اشتہارات پر چلتا ہے۔ اس لیے اشتہارات کو زیادہ جگہ دی جاتی ہے۔ دوسرے مضامین کے لیے جگہ بہت کم رہ جاتی ہے۔ جگہ کی قلت کی وجہ سے مضمون لکھتے وقت اختصار کا خیال رکھا جاتا ہے۔ کتابوں کے نام اور دوسرے حوالوں سے اس لیے گریز کرنا پڑتا ہے کہ یہ بہت جگہ لیتی ہیں۔ اب چونکہ فاضل مضمون نگار نے مطالبہ کیا ہے تو کتابوں کے حوالے ساتھ ساتھ دیتا جاؤں گا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ بعض واقعات اور تاریخی حقائق اس قدر عام اور مشہور ہوتے ہیں کہ ان کے متعلق کتابوں کے حوالے غیر ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ تاج محل مغل بادشاہ شاہ جہان نے بنوایا تھا تو اس کے لیے کسی کتاب یا حوالے کی ضرورت نہیں۔

راجہ صاحب نے اپنے خیالات کی تائید اور سر ظفر اللہ خان کے دفاع میں چار وجوہات یا دلائل پیش کیے ہیں:

(۱) ظفر اللہ خان کو مرحوم محمد علی جناح نے وزیر خارجہ بنایا تھا۔ قائداعظم کا کسی کو عہدہ پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ شخص تمام برائیوں اور کوتاہیوں سے مُبرا ہے۔ ایسے شخص پر تنقید کرنا قائداعظم پر تنقید کرنے کے مترادف ہے۔ ایسا کرنا نہ صرف گستاخی ہے بلکہ جہالت ہے۔

(۲) سر ظفر اللہ خان کی خودنوشت سوانح ''تحدیثِ نعمت'' ان کی خوبیوں اور کمالات کا مرقع ہے۔

(۳) سر ظفر اللہ خان کی تائید اور تعریف میں پاکستانی اور غیر پاکستانی حکام اعلیٰ اور اکابرین کے بیانات اس بات کی دلیل ہیں کہ موصوف تنقید سے بالا تھے۔

(۴) اقوامِ متحدہ میں اسرائیل کے خلاف اور فلسطین کے حق میں سرظفر اللہ خان کی تقریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ صہیونی (Zionist) نہ تھے بلکہ مسلمانوں اور فلسطینیوں کے مفاد میں کام کرتے تھے اور ان کے دوست اور خیر خواہ تھے۔

میں اب راجہ صاحب کے مندرجہ بالا نقاط پر باری باری تبصرہ کروں گا۔

سب سے پہلے جناب نصر اللہ خان نے اخبار ''نوائے وقت'' کا حوالہ دیا ہے جس سے شاید یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ سرظفر اللہ خان کو محمد علی جناح نے پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا تھا۔ میرے خیال میں تو اس حوالے کی سرے سے ضرورت ہی نہ تھی کیوں کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اس حقیقت سے نہ مجھ کو اور نہ ہی کسی اور کو انکار ہوسکتا ہے۔ کہ سرظفر اللہ خان کو قائداعظم محمد علی جناح نے وزارتِ خارجہ کا عہدہ پیش کیا تھا مگر قائداعظم کا کسی کو عہدہ پیش کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ جس شخص کو یہ عہدہ دیا جارہا ہے وہ ضرور اچھا، نیک، مخلص اور مقدس شخص ہوگا۔ قائداعظم ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر اور ایک قابل وکیل تھے۔ وہ نہ تو کوئی ولی اللہ تھے اور نہ علم غیب جاننے کے دعوے دار تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے قائداعظم نے کبھی بھی اپنے ولی اللہ، تقدس یا غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر ہم کیسے خود بخود فرض کرلیں کہ ہاں جی قائداعظم بندے کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتے تھے اور بتا سکتے تھے کہ یہ بندہ اچھا ہے یا برا ہے؟ جو قائداعظم کے متعلق اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کو پیروں، ولیوں اور غیبی علوم کے ماہر سمجھتے تھے۔ وہ قائداعظم کے ساتھ انصاف نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو خانقاہوں میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا چاہیے۔ اپنی بے تکی بات کو ثابت کرنے کی کوششیں ناتمام میں قائداعظم کو پیروں اور ولیوں کا درجہ دے کر مرحوم کے کندھوں پر بندوق رکھ کر گولی چلانا اُن پر ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض انسان بہت خود غرض، مفاد پرست اور ابن الوقت ہوتے ہیں اور اپنا مطلب حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے روپ بدلتے رہتے ہیں اور اپنے اصلی مقاصد اور ارادوں کو چھپانے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں:

جب بھی چاہیں اک نئی صورت بنا لیتے ہیں لوگ
ایک چہرے پہ کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ
مل بھی لیتے ہیں گلے سے اپنے مطلب کے لیے
آپڑے مشکل تو نظریں بھی چُرا لیتے ہیں لوگ

سرظفر اللہ خان بھی ایک چہرہ پر کئی چہرے سجانے میں اور نئی سے نئی صورت بنانے میں ایک تجربہ کار ماہر تھے۔ وہ ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ اور تھے۔ یہ صحیح ہے کہ قائداعظم نے سرظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کا عہدہ پیش کیا تھا مگر اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ قائداعظم کو ظفر اللہ خان کے مخلص اور وفادار ہونے کا یقین تھا بلکہ اس کی اور وجوہات تھیں۔ ایک وجہ یہ تھی کہ نیا ملک پاکستان ایک نہایت مشکل دور سے گزر رہا تھا۔ ہندوستان سے مہاجروں کی یلغار اور ان کی آبادکاری، وسائل کی کمی اور

انتظامیہ نظام کی عدم موجودگی اورافراتفری کی فضا نے نہایت مشکل حالات پیدا کیے تھے۔اس پر مستزاد یہ کہ سخت قحط الرجالی تھی۔اچھے سند یافتہ اور تجربہ کار کارکنوں کی قلت تھی۔ان حالات کے دباؤ میں قائداعظم کی نظر سرظفراللہ خان پر پڑی اور آپ نے انھیں اپنی ٹیم میں شامل کرلیا۔کیوں کہ خان صاحب میں وہ تمام ظاہری خوبیاں موجود تھیں،وہ ایک قابل قانون دان اور جج تھے اورانتظامی امور میں تجربہ رکھتے تھے۔وہ وائسرائے کے ایگزیکٹوکونسل کے ممبر بھی رہ چکے تھے اورخاصا تجربہ کار تھے۔دوسری وجہ انھیں وزیرخارجہ بنانے کی یہ تھی کہ ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے تعلقات قائد اعظم سے اچھے اور دوستانہ نہ تھے۔قائد کے متعلق ان کی رائے اچھی نہ تھی۔وہ مسٹر جناح کو ایک خشک مزاج،غیر دلچسپ اورحسِ مزاح سے عاری اورگرم جوشی سے محروم سمجھتے تھے۔اس کے برخلاف مسٹر جناح کے حریف اور سیاسی رقیب پنڈت جواہرلال نہرو سے وہ بہت متاثر تھے۔کیوں کہ ان کی رائے میں مسٹرنہرو ایک دلچسپ،خوش مزاج،بذلہ سنج اور رونق محفل قسم کے آدمی تھے۔وائسرائے کے اس معاندانہ اور غیر دوستانہ رویہ کی وجہ سے قائداعظم کو اُن کے ساتھ سیاسی مذاکرات اور انتظامی امور میں بات چیت اور تبادلہ خیالات میں بڑی مشکل پیش آرہی تھی۔چونکہ سرظفراللہ خان اوران کی جماعت احمدیہ کے انگریزوں سے پرانے اور دوستانہ تعلقات تھے۔اس جماعت کے تمام لوگ انگریزوں کے پرانے نمک خوار اور وفادار خادم تھے۔اور” آقا اور غلام“ جیسے رشتہ رکھتے تھے۔قائداعظم کومشورہ دیا گیا کہ سرظفراللہ کوٹیم میں شامل کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ انگریزوں سے اپنی روایتی وفاداری اور تابع داری کا واسطہ دے کر حالات کو بہتر اور دوستانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ فرمایئے فلپ زیگلر (Philip Zeigler) کی کتاب لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی زندگی(Life Of Lord Mountbatten)اورایلیکس وان تزلمین(Alex Von Tuhzelmann) کی ”دی انڈین سمر“(The Indian Summer, A sectret history of an Empire)۔نیز مارچ ۱۹۷۵ء میں بی بی سی کوانٹرویودیتے ہوئے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے خوداعتراف کیا تھا کہ وہ مسٹرجناح کو پسند نہیں کرتے تھے اوراس بناء پرسیاسی اورانتظامی امور میں مشکلات پیش آرہی تھیں۔

یہ وہ وجوہات تھیں جن کی وجہ سے مجبور ہوکر قائداعظم نے سرظفراللہ خان کووزارتِ خارجہ کا عہدہ دے کراپنی ٹیم میں شامل کرلیا تھا۔مگر یہ بھی یادرکھنا چاہیے کہ قائداعظم کی ٹیم میں اور بھی بہت سے لوگ شامل تھے۔لیکن اِنھی لوگوں نے اُن کے ساتھ نہ صرف بے وفائی کی بلکہ غداری کی۔اُن کی آنکھیں بند ہوتے ہی اُن کے وزیراعظم کوقتل کیا اور پھرقتل کی تفتیش کرنے والی ٹیم کو ہلاک کروایا۔بعض روایات کے مطابق قائداعظم طبعی موت نہیں مرے تھے بلکہ انھی منافق ساتھیوں نے ان کومروادیا تھا۔کئی گھنٹوں تک ایمولنس کی گاڑی کوروکے رکھا۔جب ان ملعونوں کو یقین ہوگیا کہ قائد کی روح قفس عنصری سے پرواز کرچکی ہے تب ایمولنس کی گاڑی کواندر جانے دیا تا کہ مردہ لاش لے جائے۔

اس کے بعد پاکستان میں انحطاط اورزوال کا جو دور شروع ہوا اور جو طوفان برپا ہوا جس نے انسانیت اورشرافت کے تمام آثار مٹا کر رکھ دیئے۔وہ ایک دردناک کہانی ہے جس کا سب کوعلم ہے۔اُسے یہاں دوہرانے کی ضرورت نہیں۔

پھر اس کے بعد سرِ دشت ایسی خاک اڑی
میں دور 'دور گیا تیرا نقش پا نہ ملا

خان آف قلات میر احمد خان' قائداعظم کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔قائد کے بیماری کے آخری دنوں میں کوئٹہ اور زیارت میں وہ قائد کے ساتھ ہوتے اور تیمارداری میں مصروف رہتے۔ ۱۹۵۰ء میں انھوں نے کوئٹہ میں ایک پریس کانفرنس میں یہ انکشاف کیا تھا کہ مرنے سے دو دن پہلے قائداعظم نے ان سے کہا تھا۔''احمد یار مجھے اپنے ساتھیوں سے بڑی مایوسی ہوئی ہے۔انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔"They have let me down."

جب قائداعظم اپنے دوسرے ساتھیوں کی بے وفائی اور منافقت سے ناواقف تھے تو پھر کس بناء پر اور کس شہادت اور ثبوت پر ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قائداعظم کو سر ظفر اللہ خان کے اصلی عزائم اور نیت کا علم تھا اور وہ خان کی دل کی بات جانتے تھے۔اور چونکہ قائداعظم نے ان کو وزیر خارجہ کا عہدہ پیش کیا تھا' لہٰذا وہ تنقید اور احتساب سے مستثنٰی ہیں کیونکہ سر ظفر اللہ پر تنقید قائداعظم کے صواب رائے پر تنقید سمجھا جائے گا۔میرے خیال میں اس طرح کی سوچ، منطق اور استدلال علمی اور تاریخی حلقوں میں تو نہیں بلکہ مچھلی منڈی کے خوانچہ فروشوں میں پائی جاتی ہے۔کیا قائداعظم کو معلوم تھا کہ ان کا اپنا مقرر کردہ وزیر خارجہ ان کی وفات پانے کے بعد ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کرے گا اور شرکت کرنے سے اس بناء پر انکار کرے گا کہ مرحوم احمدی نہیں بلکہ ان کے عقیدہ کے مطابق وہ غیر مسلم ہے۔مگر طوالت کے ڈر سے میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا مگر کئی ایسے لوگ تھے جن پر قائداعظم نے اعتبار کیا تھا۔ان کو اہم ذمہ داریاں سونپی گئیں تھیں مگر ان لوگوں نے قائد کے ساتھ بے وفائی کی اور ان کی مرضی کے خلاف کام کیا۔اور ان کو مایوسی سے دوچار ہونا پڑا۔میں یہاں صرف پانچ ناموں پر اکتفا کروں گا۔یعنی (۱) سردار شوکت حیات (۲) خورشید انور (۳) بریگیڈئر اکبر خان (۴) بریگیڈئر شیر خان (۵) بریگیڈئر افتخار۔(بریگیڈئر افتخار غالباً احمدی تھے اور ہندوستانی فوج سے تبدیل ہوکر پاکستانی فوج میں شامل ہوگئے تھے۔پاکستان اور قائداعظم سے وفاداری کا حلف اٹھانے کے باوجود وہ انگریزوں کے لیے جاسوسی کا کام کرتے تھے۔قائداعظم اور لیاقت علی خان کی وہ تمام باتیں جو فوج اور کشمیر سے متعلق تھیں وہ سب C-in-C جنرل Messervy کو پہنچا دیا کرتے۔پھر یہ فوجی راز Lord Mountbatten اور پنڈت نہرو تک پہنچ جاتے۔یہی وجہ ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جنگ آزادی کشمیر میں قبائلی مجاہدین سری نگر تک نہ پہنچ سکے کیونکہ ہندوستانی فوج کو ان کی آنے کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔

مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے جناب طارق علی کی کتاب .The Clash of Funda Mentalists (Chapter on Kashmir)

سر ظفر اللہ خان کے حق میں راجہ جی نے جو ثبوت پیش کیا ہے وہ ظفر اللہ خان کی اپنی خودنوشت کتاب ''تحدیث نعمت'' ہے۔اب یہ ایک عام بات ہے اور ہر طفل مکتب کو اس بات کا علم ہے کہ خودنوشت کتابیں مجموعی طور پر جھوٹ کا پلندہ ہوا کرتی ہیں اور ان کتابوں کی کوئی تاریخی اور علمی حیثیت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ مصنف کے حق میں بطور شہادت پیش کی جاسکتی

ہیں۔ کیونکہ عام طور پر لکھنے والے اپنی تعریف اور خودستائی اور تشہیر میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ جھوٹوں کی تشہیر ہوتی ہے اور حقائق اور سچائی کا گلہ گھونٹ کر اسے چھپایا جاتا ہے۔ اور یہی دراصل خودنوشت کتابوں کا اصل مقصد ہوتا ہے کیونکہ مصنف اپنے آپ کو خوبیوں اور کمالات کا مجسمہ بنا کر پیش کر کے ہیرو بننے کی کوشش میں رہتا ہے۔ اپنی خامیوں، کوتاہیوں اور غلطیوں کا ذکر ہی نہیں کرتا بلکہ ان پر پردہ ڈالتا چلا جاتا ہے مگر اپنی تعریفوں کا پُل باندھتا رہتا ہے۔ وہ تاریخی حقائق جو مصنف کے اپنے خیالات اور عقائد سے ٹکراتے ہوں یا ان تاریخی حقائق سے مصنف کی اپنی شہرت اور نیک نامی پر حرف آتا ہو تو وہ ان تمام حقائق کو یا تو سراسر نظرانداز کرتا ہے یا ان کو اپنی مرضی، سوچ اور سیاسی عقیدہ کے مطابق توڑ موڑ کر پیش کرتا ہے۔ وہ قارئین جو حالات کے تاریخی پس منظر سے واقفیت نہیں رکھتے، وہ مصنف کے پروپیگنڈا کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سر ظفر اللہ خان کی خودنوشت کتاب ''تحدیث نعمت'' کو بھی اسی نقطۂ نگاہ سے دیکھنا چاہیے کہ یہ کتاب جھوٹ، غلط بیانی اور پروپیگنڈا کی ایک دستاویز ہے اور سراسر ناقابل اعتبار عام طور پر اس قماش کے خودنوشت کتابیں ایک خاص سیاسی مقصد کے لیے لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی افادیت چند خاص اغراض تک محدود ہوتی ہیں۔ اگرچہ اس کلیہ سے چند کتابیں اور مصنفوں کو مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے مگر مجموعی طور پر اس قسم کی کتابوں کے مصنفین سب اس جرم، دروغ گوئی میں مبتلا ہیں اور اس حمام میں سب ننگے ہیں ظفر اللہ اکیلے نہیں ہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ سر ظفر اللہ خان انگریز سامراج کے پروردہ، خطاب یافتہ، ذہنی غلام اور نظریاتی چاکر اور کٹر قسم کے صہیونی ٹوڈی تھے اور وہ اپنی تمام زندگی میں انگریزی سامراجی مفادات اور صہیونیت کی ارتقاء کے لیے کام کر رہے تھے۔ وہ اپنی غلامی روایات اور مذہبی عقائد کے تحت درِ خسروی کی غلامی قبول کر چکے تھے اور اپنی ساری زندگی میں وہ ان مذموم مقاصد کے حصول کے لیے کام کرتے رہے تھے۔

میں سر ظفر اللہ خان کے دربار کے اُن تمام قصیدہ خوانوں اور ثنا خوانوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ سوائے ان کی لمبی لمبی اور بے معنی اور بے مقصد تقریروں کے، مجھے ان کا ایک ایسا کارنامہ دکھائیں جس سے مسلمانوں کو مجموعی طور پر فائدہ ہوا ہو۔ میں اپنے اس دعوے کے ثبوت میں دلائل اور شواہد پیش کرتا جاؤں گا اور سر ظفر اللہ خان کے چہرے سے تقدس کا نقاب اتارتا چلا جاؤں گا۔ سر ظفر اللہ خان کی خودنوشت سوانح ''تحدیثِ نعمت'' پر تفصیلی بحث سے پہلے میں دو اور خودنوشت کتابوں پر مختصر تبصرہ کروں گا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس طرح کی کتابیں کس قدر ناقابل اعتبار ہوتی ہیں۔ سب سے پہلے میں فیلڈ مارشل جنرل ایوب خان کی کتاب "Friends, Not Masters" کی مثال پیش کروں گا۔ یہ کتاب جنرل ایوب خان کی خودنوشت سمجھی جاتی ہے مگر عام خیال یہ ہے کہ یہ لکھوائی گئی ہے۔ بہرحال اس کتاب کے مطابق اللہ نے اس قوم (پاکستان) پر کرم کیا اور ایوب خان جیسے مدبر جنرل کو مسیحا بنا کر بھیجا۔ کیوں کہ یہ ملک تباہی کے گڑھے میں گر رہا تھا اور کتوں کے منہ کا نوالہ بن رہا تھا۔ (Going to dogs)

جنرل صاحب کے آتے ہی ملک تباہی کے منہ سے نکلا اور پھر کیا تھا کہ ہر طرف دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگیں۔ خوش حالی اور بنیادی جمہوریت کی برکات سے لوگ فیض یاب ہوئے اور پاکستان جنرل ایوب کی زیر قیادت دنیا کا ترقی یافتہ اور خوش حال ترین ملک بن گیا۔

اس خودنوشت کتاب میں مخالفین کے قید وبند اور قتل وغارت کا کوئی ذکر نہیں۔ قوم کو گردن تک بین الاقوامی قرضوں میں ڈبونے کا اعتراف ہے نہ ندامت۔ قومی دولت کو صرف ۲۲، ۲۳ خاندانوں میں تقسیم کرنے کا کوئی بیان نہیں۔ پشاور کا ائر پورٹ امریکی جاسوسی کارروائیوں کے لیے امریکی دہشت گرد تنظیم سی آئی اے کے حوالے کرنے کا کوئی اشارہ نہیں۔ ہمسایہ ملک ہندوستان سے فضول اور بے مقصد جنگوں کا آغاز کر کے ہزاروں نوجوانوں کو شہید کروانے کا کوئی اعتراف نہیں۔ اپنی آمرانہ اور ظالمانہ طرزِ حکومت پر کوئی تبصرہ نہیں۔ ان کی آمریت کے متعلق فیض احمد فیضؔ نے کیا خوب کہا تھا:

اب اگر جاؤ پئے عرض و طلب ان کے حضور
دست و کشکول نہیں ، کاسۂ سر لے کے چلو

دس سال تک لوگ ظلم وستم سہتے سہتے تنگ آ گئے اور آخر کار بغاوت پر اتر آئے۔ یعنی ''تنگ آمد بجنگ آمد'' والی بات ہوئی۔ کیوں ملک میں صورت حال یہ تھی کہ:

دل ضبط ، زبان ضبط ، فغان ضبط و قلم ضبط
دنیا میں ہوئے ہوں گے یہ سامان بھی کم ضبط

اور پھر حال ہی میں ایک اور جنرل نے خودنوشت چھاپی ہے۔ جنرل پرویز مشرف کی کتاب "In The Line Of Fire" کو پڑھنے کے بعد یہ تاثر ملتا ہے کہ پاکستان کی سولہ کروڑ آبادی محض احمقوں پر مشتمل ہے۔ اس مخلوق سے عقل و دانش بالکل رخصت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بدنصیب قوم پر رحم کی نظر ڈالی اور کمال مہربانی سے ایک ایسے جنرل کو اصلاحِ احوال کے لیے بھیجا جو کہ ''ہرفن مولا'' ہے۔ اور ہر علم میں حیرت انگیز قابلیت اور ذہانت کا مالک ہے۔ بہادر ایسا کہ کارگل کے پہاڑ اس کے نام سے کانپ جاتے ہیں اور فوجی حکمت عملی کا ایسا ماہر کہ سکندر اعظم اور نپولین اس کی شاگردی اور چاکری پر نازاں ہوں۔ اقتصادیات کا ایسا ماہر کہ دنیا کے بڑے سند یافتہ اقتصادیات کے ماہر اس کے آگے پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔ سیاست دان اور عالمی امور پر مدبر ایسا کہ افلاطون اس کے جوتے سیدھا کرنے پر فخر محسوس کرے۔ روشن خیال اس بلا کا کہ آفتاب و ماہتاب اس کی روشن خیالی کے آگے ماند پڑ جائیں۔

اُس نے اپنی خداداد قابلیت اور مہارت سے اور چچا سام کی مدد سے پاکستان کو اقتصادی تباہی سے نکال کر اس کی کایا پلٹ دی۔ اب ہر طرف دیکھو موبائل فون اور چمکتی قیمتی کاریں ہی نظر آئیں گی۔ مگر جنرل صاحب حقائق پر پردہ ڈالنے کے شوق میں یہ بتانا بھول ہی گئے کہ یہ موبائل فون اور یہ چمکتی کاریں پاکستان کی آبادی کے صرف ۵ فیصد سے کم تک محدود ہیں۔ ۹۵ فیصد پاکستانی زندگی کی بنیادی ضروریات سے یکسر محروم ہیں۔ نہ تو پینے کے لیے صاف پانی میسر ہے اور نہ ہی قیامت خیز گرمی سے بچنے کے لیے بجلی دستیاب ہے۔ ہر سال ہزاروں لوگ گندا پانی پینے سے موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جہاں انصاف کا فقدان ہے اور کرپشن کا راج ہے۔ بنیادی طبی امداد اور بنیادی انصاف ''جنسِ نایاب'' ہیں۔ قومی آمدنی کا صرف ۴ فیصد تعلیم اور صحتِ عامہ پر خرچ ہوتا ہے جب کہ ۷۰ فیصد فوج اور فوجی جرنیلوں کی شاہانہ زندگی کو برقرار رکھنے پر خرچ کیا جاتا ہے۔

جاری ہے

کوٹلی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں

محمد مقصود کشمیری

برصغیر پاک وہند نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد مسلمانوں کے جذبات کو کچلنے کے لیے مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا، جس نے انگریزوں کی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے نہ صرف جہاد کو حرام قرار دیا بلکہ مغربی آقاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس بدبخت نے کئی باطل اور مردود دعوے بھی کیے، اس نے اپنے آپ کو کبھی ولی اللہ کہا، کبھی مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور کبھی عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ حتیٰ کہ اس مردود نے ۱۹۰۱ء میں باقاعدہ طور پر اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا اور اسلام کے متوازی ایک الگ دین پیش کیا اور اپنے آپ کو نبی کہلوانے لگا۔ کچھ بدبخت لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔ دینِ اسلام اور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت سے دور ہو کر اپنا ٹھکانہ جہنم بنالیا۔ کچھ ضمیر فروشوں نے دینِ رحمت کو چھوڑ کر اس کے عقیدہ کو اختیار کیا اور انگریزوں کی سرپرستی میں ان کے مشن کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈالنا شروع کر دیئے تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کیا جائے جو ان کے آقا انگریز کا اصل مشن اور مقصد تھا، اسی مشن کو زندہ کرتے ہوئے مرزا غلام احمد نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دیا جس کا اصل مقصد انگریز سے مال وصول کرنا تھا چونکہ اس تحریک کی بنیاد ہی مفاد پرستی پر تھی جس کے لیے کچھ عرصہ بعد باقاعدہ چندہ وغیرہ جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا اور ہر مرزائی کو اپنی آمدن کا معقول حصہ (نام نہاد) جماعت احمدیہ کو دینے کا پابند کیا گیا جس کی بنیاد پر آج بھی ہر مرزائی اپنی آمدن کا ۱۰ سے ۲۰ فیصد ضلعی امیر کو جمع کراتا ہے اور ضلعی امیر ہر ماہ یہ رقم چناب نگر میں جماعتِ مرتدہ کو جمع کراتا ہے۔ اس فنڈ سے قادیانی قرآن پاک کے تحریف شدہ نسخے شائع کر کے مسلمانوں میں گمراہی کے لیے پھیلا رہے ہیں اور میڈیا میں اسی فنڈ کے ذریعے اپنے باطل عقیدے کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور مالی معاونت کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے عقیدہ میں شامل کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

قیامِ پاکستان سے قبل محبوب عالم قوم گجر جوانڈین ضلع گجرات کا رہنے والا تھا، گورداسپور (قادیان) سے تعلیم حاصل کر کے مبلغ بنا کر کشمیر کی طرف بھیجا گیا۔ یہ جموں، راجوری اور مینڈھر سے ہوتا ہوا سونا گلی (مقبوضہ کشمیر) میں آ گیا۔ وہاں پر قاضی فیروز الدین ولد ضمیر الدین کے گھر ٹھہرا۔ قاضی فیروز الدین چونکہ ایک غریب آدمی تھا، اسے محبوب عالم روپے اور پیسے کا لالچ دے کر اپنے ساتھ قادیان لے گیا اور اسے وہاں پر بیعت کروایا اور اس کا ماہانہ وظیفہ بھی لگوایا۔ کچھ

عرصہ گزرنے کے بعد قاضی فیروز الدین کے رشتہ داروں کو پتا چلا کہ محبوب عالم مرزائی ہے اور لوگوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ قاضی برادری نے اسے اپنے محلے سے نکال دیا۔ اس کے بعد محبوب عالم سونا گلی کے ملا دتہ اور مقام گدی، گجر قوم کے پاس جا کر برادری ظاہر کی تو انھوں نے اسے پناہ دی۔ دونوں بھائی اس وقت اپنے علاقے کے مشہور چور اور ڈاکو تھے۔ محبوب عالم حسبِ معمول اپنی چالاکی اور عیاری کی وجہ سے ان دونوں بھائیوں کو قادیان لے گیا اور بیعت کروایا۔ ساتھ ہی ماہانہ وظیفہ بھی شروع کر دیا۔ قاضی فیروز الدین، ملا دتہ اور مقدم گدی تینوں پاکستان بننے کے بعد تک وظیفہ لیتے رہے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان تینوں بھائیوں نے محبوب عالم کو اپنے خاندان میں سے ہی زمین دلوا کر گھر بنوا دیا۔ محبوب عالم کے دو بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام عبدالوہاب اور عبدالحنان تھے۔ عبدالوہاب نے قادیان سے تعلیم حاصل کی اور واپس سونا گلی آ گیا۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ان مرتدوں کا ایک ٹولہ آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی کے سرحدی علاقہ ندھیری گاؤں میں آ گئے اور پاکستان میں چناب نگر جہاں قادیانیوں کا بڑا ہیڈ کوارٹر ہے، سے مستفید ہوتے رہے۔ محبوب عالم کا بیٹا عبدالحنان دہری کینٹ میں جا کر رہائش پذیر ہوا۔ بڑا بیٹا مبلغ بن کر کہیں اور چلا گیا۔ کوٹلی کے علاقہ میں قادیانیت کا زہر پھیلانے والا یہی بدبخت پہلا شخص ہے۔ جہاں تک قاضی برادری کا تعلق ہے۔ ان میں فیروز الدین اور اس کی اولاد عبدالعزیز اور عبدالحکیم مرزائی بنے۔ باقی تمام قاضی اپنے دین اسلام پر مکمل پابند ہیں۔ جب کہ گجر برادری کے ملا دتہ اور مقدم گدی کی اولاد سے جہاں جہاں انھوں نے اپنے بیٹے اور بیٹیوں کی شادی کرائی، ان کو بھی مرزائی بنایا۔ اس وقت بھی کوٹلی میں مرزائیوں کا سرغنہ ڈاکٹر شاہ محمد جاوید جو اسی علاقہ ندھیری برموچھ کا رہنے والا ہے وہ بھی گجر فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔

آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے حوالے سے ضلع کوٹلی منکرین ختم نبوت قادیانیت کے لیے ربوہ ثانی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جہاں پر قادیانی، اسرائیل اور بھارتی ایجنٹ اور جاسوس کے طور پر اپنی خفیہ سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ضلع کوٹلی میں قادیانیوں کے ۱۸ کے قریب ارتدادی مراکز قائم ہیں جہاں وہ دن رات آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر حملہ آور ہو کر سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کو لوٹ رہے ہیں۔ پوری دنیا میں سرکاری سطح پر آزاد کشمیر اسمبلی کو یہ اعزاز حاصل ہے جس نے سب سے پہلے منکرین ختم نبوت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اور اس قرارداد کی رو سے قادیانی کافی اور غیر مسلم اقلیت قرار دیئے گئے۔ یہ قرارداد آزاد کشمیر اسمبلی کے رکن میجر ایوب مرحوم نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء کو پیش کی تھی جس کے مطابق قادیانی اپنے مذہب کی تبلیغ اور شعائر اسلام کو استعمال نہیں کر سکتے اور نہ ہی قادیانی اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد اور نہ ہی مسجد کی شکل وصورت میں تعمیر کر سکتے ہیں۔ اس قرارداد کی رو سے اگر کوئی قادیانی اس کا مرتکب پایا جائے تو اسے دو سال قید اور جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ قادیانی اس قرارداد کے ذریعے پاس ہونے والے قوانین کی دھجیاں سرعام بکھیرتے ہیں اور قانون ان کی گھناؤنی حرکت پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ حکومت اور ممبرانِ اسمبلی دوبارہ سابقہ قرارداد کو سامنے لا کر اسے باضابطہ

قانون کا حصہ بنائیں اور حکومت قادیانیوں کو بھی غیر مسلم اقلیت کے طور پر رجسٹرڈ کرے۔

ایک تحقیقی سروے کے مطابق کوٹلی ضلع میں قادیانیوں کا پہلا ارتدادی مرکز راجدھانی کے قریب درلیاہ جٹاں گاؤں میں واقع ہے جہاں تقریباً ۱۲ گھرانے قادیانیوں کے ہیں جن کی آبادی ۵۰ کے قریب ہوگی۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کا سابقہ سرغنہ عبدالواحد عبدالسلام متعصب قادیانی تھا۔ اس کی ایک بیٹی حمری صادقہ نے گزشتہ چار ماہ قبل اسلام قبول کر کے ایک مسلمان ندیم احمد ولد یعقوب سے نکاح کر لیا۔ بیٹی کے مسلمان ہونے پر اس مرتد کو سخت تکلیف ہوئی، جس پر اس نے درلیاہ جٹاں سے اپنی تمام جائیداد ۵۰ لاکھ روپے کے عوض فروخت کر دی اور علاقہ چھوڑ کر چناب نگر (ربوہ) جا کر رہائش اختیار کر لی۔ اس علاقے میں قادیانی عورتیں کافی سرگرم ہیں جو سادہ لوح خواتین کو جھانسہ دیتی ہیں خصوصاً جو لڑکیاں شعبہ تعلیم سے وابستہ ہیں وہ اپنی تنخواہ سے ماہانہ ۱۰ تا ۲۰ فیصد چناب نگر (ربوہ) جماعت مرتدہ کو بذریعہ منی آرڈر رفنڈ پابندی سے روانہ کرتی ہیں۔ مریم صدیقہ دختر عبداللطیف ایک متعصب قادیانی لڑکی ہے جو گلپور ہائی سیکنڈری سکول میں ایم اے اسلامیات کی ٹیچر اور ہائی پوسٹ پر تعینات ہے۔ ستم ظریفی کی انتہا ہے یا محکمہ تعلیم کی نا اہلی کہ ایک کافرہ اور غیر مسلمہ لڑکی کو اسلامیات کا ٹیچر مقرر کیا گیا وہ غیر مسلمہ جو حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور ناموسِ رسالت پر حملہ آور ہو کر مرزا ملعون کی جھوٹی نبوت کا پرچار کر رہی ہے، وہ اسلام کا کیا درس دے گی؟ ہر باشعور شخص اس سے بخوبی واقف ہے۔ اس علاقہ کی ۱۰ لڑکیاں اس وقت مختلف سرکاری اسکولوں میں معلمات کی آڑ میں ارتدادی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

قادیانیوں کا دوسرا ارتدادی مرکز بڑالی کے علاقہ میں لطیف ولد لعل دین کے گھر میں ہے۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کے تقریباً ۶ گھرانے ہیں جن کی آبادی ۴۰ کے قریب ہوگی یہاں پر بندیال کالونی میں ۴ سال قبل قادیانیوں نے جنگلات کی زمین پر قبضہ کر کے ارتدادی کمپلیکس کی تعمیر شروع کی تھی اور یہ کمپلیکس آزاد کشمیر میں قادیانیوں کا بڑا ارتدادی مرکز بنا تھا لیکن اللہ پاک نے ان کے منصوبے کو خاک میں ملایا، چند مقامی غیرت مند نوجوان بیدار ہوئے جنھوں نے جرأت اور غیرت کا مظاہرہ کر کے پرچہ درج کرایا اور عدالت کے ذریعے تعمیر رکوادی۔ اس موقع پر وکیل ختم نبوت عقاب ہاشمی ایڈووکیٹ نے مؤثر کردار ادا کر کے منکرین ختم نبوت کے وکیل کو شکست فاش دی۔ ضلعی عدالت نے ۱۸ ستمبر ۲۰۰۶ء کو مقدمے کی سماعت کر کے مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا جس کی خوشی میں تحریک تحفظ ختم نبوت کوٹلی نے اپنے مرکز جامع مسجد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں ۲۱ ستمبر کو عدالت کے فیصلے پر یومِ تشکر منایا۔ اس علاقہ میں شیر محمد عرف شیرا اس ارتدادی کمپلیکس کا سرغنہ تھا۔ اس کی پرانا بازار کوٹلی میں کریانہ کی دکان ہے۔ بڑالی ارتدادی مرکز کی تعمیر پر اسے دو سال قید اور جرمانے کی سزا ہوئی۔ اس رسوائی اور خفت کو ابھی دو سال بھی پورے نہیں ہوئے تھے کہ ان مرتدوں نے بڑالی بنی کالونی میں تقریباً دو ماہ قبل دوبارہ نئے مرتد خانے کی تعمیر شروع کی ہے جس پر دوبارہ مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ ایک مقامی نوجوان مجاہد ختم نبوت غلام ربانی نے ارتدادی مرکز کے خلاف تھانہ کوٹلی میں ایف آئی آر درج کرائی۔ علاقے میں کشیدگی

اور مقامی مسلمانوں کے احتجاج پر انتظامیہ نے پابندی لگائی۔ اس مرتد خانے کا سرغنہ بھی شیر محمد عرف شیرو ہے جو گرفتار ہوا۔ واضح رہے اس وقت اس ارتدادی مرکز کی چھت پڑ چکی ہے۔ اگر اسے مسمار نہ کیا گیا تو حالات کشیدہ ہو سکتے ہیں۔ اس وقت کیس عدالت میں زیرِ بحث ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے وکیل ختم نبوت عقاب ہاشمی ایڈووکیٹ اس کیس کی وکالت کر رہے ہیں۔ تیسرا مرکز سہنسہ کے علاقے بھرنڈ بھٹہ کے ایک گھر میں واقع ہے جہاں ڈش انٹینا کے ذریعے مرتد مرزا مسرور کے بیانات سنے جاتے ہیں۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کے ۴ یا ۵ گھرانے ہیں جن کی آبادی تقریباً ۲۰،۲۵ افراد تک ہوگی۔ اس علاقہ میں شاہ محمد جاوید کوٹلی سے آکر سرگرمیاں کرتا ہے۔ کوٹلی شہر میں قادیانیوں کا پہلا ارتدادی مرکز گلہار کالونی میں واقع ہے جہاں قادیانیوں کے ۲۰،۲۲ گھر ہوں گے۔ جن کی آبادی تقریباً ۱۵۰ کے قریب ہے۔ اس علاقے میں قادیانیوں کا سرغنہ محمد حسین نامی شخص ہے جو ان کا مقامی صدر بھی ہے اور اسی علاقہ کا ایک قادیانی راجہ یونس ولد بوستان جو برطانیہ میں مقیم ہے اور یہاں کے قادیانیوں کو مالی سپورٹ بھی فراہم کرتا ہے۔ اس کا ایک ہوٹل بھی لاثانیہ کے نام سے ہاؤسنگ اسکیم کوٹلی میں ہے۔

کوٹلی شہر کا دوسرا اور قادیانیوں کا اہم مرکزی ہیڈ کوارٹر محلّہ بلیاہ میں واقع ہے جو پورے ضلع کے قادیانیوں کے لیے عموماً اور پاکستان کے قادیانیوں کے لیے مضبوط پناہ گاہ ہے۔ پاکستان میں قادیانی جب کوئی دہشت گردی کی واردات میں ملوث ہوتو وہ یہاں ہی آکر پناہ لیتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی حکومت آزاد کشمیر کے لیے غور وفکر کا مقام ہے۔ اس ارتدادی مرکز کی شکل وصورت بالکل مسجد کی طرح ہے جس پر چھے مینار اور مسجد کی طرز کا محراب موجود ہے اور مرتد خانے کی چھت پر ڈش انٹینا بھی واضح طور پر اپنے کفر خانے کا اعلان کر رہا ہے جس کے ذریعے قادیانی اپنے مردود مرزا مسرور کے پیغامات اور ارتدادی سرگرمیوں کو دوسرے لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ ہر جمعہ کو یہاں مرد وخواتین کا اجتماع ہوتا ہے جس میں بعض سادہ لوح مسلمان بھی دھوکے سے آجاتے ہیں۔ اس مرتد خانے کا نام بیت الذکر رکھا گیا ہے اور فرنٹ دیوار پر جلی حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اس مرتد خانے کا مربی چناب نگر (ربوہ) کا رہائشی ہے۔ پہلے جرمنی میں تھا اب کچھ عرصہ سے یہاں مقیم ہوا ہے۔ متنازع قادیانیت آرڈیننس کے مطابق قادیانی شعائرِ اسلام کو استعمال نہیں کر سکتے لیکن قادیانی یہاں سرِعام ارتدادی سرگرمیاں کرتے ہیں۔ اس مرکز سے متصل قادیانیوں نے ۲۰،۲۲ گھرانے ہیں جن کے اکثر لوگ جرمنی، انگلینڈ اور کینیڈا میں رہتے ہیں۔ ۲۰۰۶ء بڑالی ارتدادی کمپلیکس کی تعمیر پر پابندی اور ناکامی کے بعد قادیانیوں نے ایک خفیہ منصوبے کے تحت اس ارتدادی مرکز کی توسیع کا پروگرام بنایا جس کے لیے انھوں نے ارتدادی مرکز سے متصل مکانات کی مہنگے داموں خریداری کی کوشش بھی شروع کی تھی لیکن راز فاش ہونے پر تحریک تحفظ ختم نبوت کوٹلی کے رہنماؤں نے مقامی مسلمانوں سے ملاقات کر کے انھیں قادیانیوں کے اس خفیہ منصوبے سے آگاہ کیا۔ الحمدللہ یہاں بھی قادیانیوں کو خفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس ناکامی کے بعد قادیانیوں نے مرتد خانے کے متصل قبرستان پر چھت ڈال کر مرتد خانے کی توسیع کی۔

اس وقت محلّہ بلیاہ کے مسلمانوں میں سخت اشتعال پایا جاتا ہے۔ اس مرتد خانے کو مسمار کرنے کے لیے مقامی

مسلمانوں نے تھانے میں ایف آئی آر درج کرادی ہے۔ اگر حکومت نے اس پر نوٹس نہ لیا تو آنے والے دنوں میں حالات کافی کشیدہ ہوسکتے ہیں۔ کوٹلی شہر میں مرزائیوں کا تیسرا ارتدادی مرکز گرلز ہائی سکول کے قریب محلّہ کھوکھر میں واقع ہے جہاں تقریباً ۱۲ سے ۱۵ گھرانے قادیانیوں کے ہوں گے۔ محمود کھوکھر ان کا سرغنہ ہے اور ندیم قادیانی جس کی پرانے بازار میں الیکٹرک پوائنٹ کی دکان ہے۔ وہ ارتدادی کفریہ سرگرمیاں کیبل اور ڈش کے ذریعے دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ کوٹلی شہر میں چند میڈیکل اسٹور اور دکانیں بھی قادیانیوں کی ہیں جن کی آمدن کا کثیر حصہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ مارنے کے لیے مرزائی خرچ کررہے ہیں جن میں سرفہرست جی پی او کے سامنے قادیانی جماعت کے امیر ڈاکٹر شاہ محمد جو سرکاری ملازم بھی ہے۔ اس کا اسپتال جو شاہ محمد کمپلیکس کے نام سے جو بظاہر ایک اسپتال لیکن درحقیقت قادیانیوں کا ایک ارتدادی مرکز ہے۔ جہاں غریب لوگوں کی غربت سے فائدہ اٹھا کر طبی سہولیات کی آڑ میں لوگوں کو مرتد کیا جاتا ہے، اسی طرح مین بازار میں واقع داؤد میڈیکل ہال جو قیصر داؤد ایڈووکیٹ کا ہے ان کی دوسری دکان شہید چوک میں یونائیٹڈ میڈیکل سٹور کے نام سے ہے، یہ شخص انتہائی متعصب قادیانی ہے۔ کئی سال سے سرکاری اسپتال کے راشن اور دوائیوں کا ٹھیکہ اسی مردود کے پاس تھا۔ اس مرتبہ اس مردود سے مریضوں کو خلاصی ہوئی۔ کوٹلی شہر میں بعض مارکیٹیں بھی قادیانیوں کی ہیں اور بدقسمتی سے ہمارے مسلمان اور اپنے آپ کو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے لوگ ان قادیانیوں کی مارکیٹوں میں کرائے دار ہیں۔ جو ان لوگوں کی بے حسی کا مظہر ہے جو قادیانی ہمارے نبی کا گستاخ اور دشمن ہے، وہ کب اور کہاں ہمارا خیر خواہ ہوسکتا ہے؟ مغل مارکیٹ جو رفیق مغل قادیانی کی ہے اس میں دو دکانیں قادیانیوں کے پاس ہیں جب کہ باقی سب دکانوں میں مسلمان کرائے دار ہیں جن کی آمدن سے مرزائی اپنی ارتدادی سرگرمیوں کو تقویت دیتے ہیں اور مسلمان لاعلمی میں ان کی سرگرمیوں کا حصہ بنتے جارہے ہیں۔ گزشتہ عرصہ رفیق مغل نے مارکیٹ کی از سرنو مرمت کی جس کے بعد اس نے ہر شخص سے لاکھوں روپے ایڈوانس وصول کیے اور اس سے ۲۰ فیصد جماعت مرتدہ کو فنڈ فراہم کیا۔ جب کہ غیرت، ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان قادیانیوں سے معاشی بائیکاٹ کیا جائے اور ان سے ناتا توڑا جائے مگر مسلمان لاعلمی میں یا پھر دنیاوی مفاد کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو بھول گئے ہیں۔ عادل مارکیٹ بھی قادیانی ڈاکٹر ظفر کلیم کی ہے اور پرانا بازار میں واقع اتفاق مارکیٹ کی ایک طرف دکانیں لطیف قادیانی کی ہیں اور دوسری طرف مسلمانوں کی ہیں۔ اسلام اور کفر کی تمیز ختم کرتے ہوئے مشترکہ نام اتفاق مارکیٹ رکھا گیا ہے۔ اسی طرح سٹی سائنس کالج کی عمارت بھی قادیانی ڈاکٹر جمیل الدین کی ہے جو نیو کچہری کے قریب واقع ہے۔ اس عمارت کی پیشانی پر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ''یاحیی یاقیوم'' لکھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے احتجاج پر شعائر اسلام کے الفاظ کو مٹایا گیا۔

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اسپتال میں بھی قادیانی ڈاکٹرز کی ایک کثیر تعداد موجود ہے۔ اس وقت تین ڈاکٹر اور تین ڈسپنسر قادیانی DHQ اسپتال میں ہیں جو خفیہ طور پر ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کوٹلی شہر کے علاوہ

قادیانیوں کا گڑھ جس علاقہ کو سمجھا جاتا ہے، وہ راج محل کا علاقہ ہے جسے گوئی اور تتہ پانی کہا جاتا ہے۔ یہ سرحدی علاقہ ہے جہاں کے سادہ لوح اکثر مسلمان غریب ہیں اور دینی شعور نہ ہونے کی وجہ سے قادیانیوں کے دجل کا شکار ہوتے ہیں اور قادیانی اس علاقے میں خصوصی طور پر روپے پیسے اور نوجوانوں کو شادی کا لالچ دے کر گمراہ اور مرتد کر رہے ہیں۔ اس مشن کے لیے قادیانی خصوصی طور پر چناب نگر (ربوہ) سے خوبرو نوجوان لڑکیاں منگواتے ہیں۔ اس علاقے میں یہ لڑکیاں تین تین ماہ آکر قیام کرتی ہیں اور نوجوانوں کو اپنی طرف مائل کر کے چناب نگر لے جاتی ہیں۔ تتہ پانی، درہ شیر خان روڈ رام باڑی کے مقام پر ایک ارتدادی مرکز قائم ہے جس کی شکل وصورت بھی مسجد کی طرح ہے۔ یہاں قادیانی اذان، جمعہ، جماعت اور لاؤڈ اسپیکر کا بھی استعمال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی تھوڑے سے فاصلے پر جنگل میں قادیانیوں نے اپنی عیدگاہ اور قبرستان بنایا ہوا ہے۔ قبر پر تختے اور کتبے لگے ہوئے ہیں۔ جن پر قرآنی آیات درج ہیں جو قانوناً قادیانیوں کے لیے جرم ہے۔ گزشتہ دو سال سے قادیانی سلطان ولد لطیف نامی شخص جو خود جرمنی میں ہے اور سارا کام شاہ محمد جاوید کی زیرنگرانی میں ہو رہا تھا۔ اس نے تتہ پانی بازار میں ایک مارکیٹ کا کام شروع کیا تھا جہاں مارکیٹ کے اوپر ارتدادی مرکز تعمیر کرنا تھا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت نے دو سال قبل اس منصوبے کو بے نقاب کیا تھا جس پر ابھی تک تعمیراتی کام بند ہے۔ اسی طرح تتہ پانی کے علاقہ پہاوڑہ میں قادیانیوں کا ایک ارتدادی مرکز پہلے سے تعمیر تھا۔ گزشتہ دو ماہ قبل قادیانیوں نے پہاوڑہ ہلاں کے مقام پر ایک نئے ارتدادی مرکز کو تعمیر کیا تھا جس سے علاقہ کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا اور ارتدادی مرکز کے خلاف ایف آئی آر کوٹلی تھانے میں درج کرا دی۔ مسلمانوں کے احتجاج اور اشتعال جو لازمی اور فطری عمل تھا جس پر کوٹلی انتظامیہ نے نوٹس لیتے ہوئے قادیانی مرکز کو مسمار کر دیا جس سے علاقہ میں کشیدگی کی صورت حال پر قابو پایا جا سکا۔ اس وقت اس ارتدادی مرکز کا کیس بھی عدالت میں زیر بحث ہے لیکن جب تک قادیانیوں کے تمام وہ مراکز جن کی شکل وصورت مساجد کی طرح ہیں یا پھر وہ ۱۹۷۴ء کے بعد تعمیر کیے گئے، انھیں مسمار نہ کیا گیا، مسلمانوں میں اشتعال اور کشیدگی ختم نہیں کی جا سکتی۔

قادیانیوں کا ایک اہم گڑھ سرحدی علاقہ یونین کونسل گوئی جو لائن آف کنٹرول سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جہاں ان کے تقریباً چھے ارتدادی مراکز قائم ہیں۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں تحریک آزادی کے لیے کس قدر نقصان دہ ہیں۔ تاریخ کا ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ یہاں پر قادیانی بھارتی ایجنسی را کے منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ مجاہدین اور جہادی تنظیموں کی مخبری اس علاقہ کے قادیانیوں کا خصوصی مشن ہے جس کے عوض وہ انڈیا سے بھاری رقوم حاصل کرتے ہیں۔ محمد اعظم ولد اللہ دتہ قادیانی جماعت کا سیکرٹری مالیات ہے جو انڈین آرمی سے رابطہ میں رہتا ہے۔ اس علاقہ میں قادیانیوں کا بڑا مرکز ندھیری گانڈھا میں ہے جہاں قادیانی علی الاعلان لاؤڈ اسپیکر پر اذان، جمعہ اور تقریریں کرتے ہیں۔ اس علاقے میں قادیانی اپنی بدمعاشی اور پیسے کے زور پر غریب مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اپنے زیر اثر رکھتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان قادیانیوں کے خلاف آواز اٹھانے کی کوشش کرتا ہے تو قادیانی غنڈہ گردی اور بدمعاشی پر اتر

آتے ہیں۔گزشتہ کچھ عرصے قبل قادیانیوں کے سرغنہ ڈاکٹر منور جو ڈی ایچ کیو کوٹلی میں سرکاری ملازم ہے۔اس کے بہنوئی محمد ایوب ولد اللہ دتہ نے چالیس سال قادیانیت کے جھوٹے مذہب سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے اسلام قبول کیا جس پر ڈاکٹر منور نے دیگر قادیانی غنڈوں کے ذریعے اس نومسلم پر حملہ کرا کر اسے زدوکوب کیا۔اسی علاقہ ندھیری میں بعض مسلمان عورتیں جن کی شادیاں ایک عرصہ سے قادیانیوں کے ساتھ ہوئی ہیں۔دینی علم نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر دھوکہ میں آ کر علاقے کے لوگ قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک گروہ سمجھ رہے ہیں جب کہ اسلام اور شریعت کی رو سے یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا۔قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاط کی وجہ سے اگر بچے مسلمان تو والدین قادیانی، والدین مسلمان تو بچے قادیانی، بیوی مسلمان خاوند قادیانی، خاوند مسلمان تو بیوی قادیانی ہونے میں کوئی عار نہیں سمجھا جاتا۔اس علاقے کا ایک متعصب قادیانی غلام نبی ولد احمد دین جو برطانیہ میں ہے۔اس نے گزشتہ ایک سال قبل قادیانی جماعت کو چناب نگر (ربوہ) جا کر ایک ارب روپے فنڈ جمع کرایا تا کہ سادہ لوح اور غریب مسلمانوں کا ایمان خریدا جا سکے۔اس سرحدی علاقہ میں قادیانی ابتداء میں غریب لوگوں کو روپے پیسے کا جھانسہ دے کر مرتد بناتے ہیں۔جب کوئی ان کے جال میں پھنس گیا تو پھر اس سے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ایک عام اور غریب شخص سے بھی سالانہ آمدن کا کم از کم دس فیصد وصول کرتے ہیں اور یہ رقم قادیانیوں کے بڑے سرغنوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ندھیری کے علاقے میں قادیانی سرعام ارتدادی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں اور لوگوں کو مناظرے کی چیلنج بازی بھی کرتے ہیں۔قادیانیوں نے اس علاقے میں بڑی لاقانونیت مچائی ہوئی ہے۔غلام رسول اور شریف نامی قادیانیوں نے اس علاقے کے غریب مسلمانوں کو دھمکیاں دے کر اپنے ماتحت رکھا ہوا ہے جو ایک کھلی دہشت گردی ہے۔صد سالہ جشن رسوائیت جس پر پاکستان اور دیگر ممالک میں پابندی لگی لیکن قادیانیوں نے اس علاقہ ندھیری میں جشن رسوائیت منایا۔اس ارتدادی اجتماع میں چناب نگر اور پنجاب کے دوسرے علاقوں سے قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد شریک ہوئی۔ندھیری کے قریب سہنی میں بھی قادیانیوں نے ارتدادی مرکز کی تعمیر شروع کی۔پہلے یہاں پر مرکز نہیں تھا۔ایک مکان کی آڑ میں قادیانیوں نے دوسال قبل ایک منزلہ عمارت تعمیر کی تھی۔ابھی حال ہی میں دوسری منزل کی تعمیر شروع کر دی جس سے علاقہ میں کشیدگی پائی جاتی ہے۔تحریک تحفظ ختم نبوت کے وفد نے گزشتہ ماہ اس پورے علاقہ کا تفصیلی دورہ کر کے رپورٹ مرتب کی ہے۔یہاں کے قادیانی اپنے اثر ورسوخ پر غریب لوگوں کو زیرنگین کیے ہوئے ہیں۔اس وقت صورت حال پر اگر حکومت نے قابو نہ پایا اور ارتدادی مراکز کو مسمار کر کے قادیانیوں کو قانون کے مطابق سزا نہ دی گئی تو حالات کسی بھی وقت سخت کشیدہ ہو سکتے ہیں۔مذہبی حلقوں کے علاوہ عام مسلمان بھی قادیانیوں کی سرگرمیوں پر سخت تشویش میں مبتلا ہیں۔اگر حالات خراب ہوئے تو اس کا نقصان تحریک کشمیر کو ہوگا چونکہ قادیانی شروع سے کشمیر کے مجرم اعظم ہیں اور اس وقت بھی بھارت کے ایجنٹ کے طور پر سرحدی علاقوں میں مصروف ہیں۔ان کی سرحدی علاقوں میں موجودگی کسی بھی خطرے سے کم نہیں۔

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کی تازہ دہشت گردی

توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعیٔ مقدمہ محمد مالک کی شہادت

سید رمیز الدین احمد

یوں تو قادیانی جماعت کی مسلمانوں کے خلاف نت نئی سازشوں، دہشت گردی اور قتل وغارت گری سے پوری تاریخ بھری پڑی ہے۔ قادیان سے لے کر چناب نگر تک قادیانیوں نے متعدد مرتبہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی اور ہر اُس مسلمان کو اپنے راستے سے ہٹانے کے لیے ہر حربہ اختیار کیا جو ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سرگرم ہوا۔ ایسی ہی کچھ صورتحال چند روز قبل ننکانہ صاحب کے قریب تھانہ صدر کے علاقہ میں چک نمبر ۴۔گ ب (بھگوان پورہ) میں پیش آئی۔ جہاں آتشیں اسلحہ سے لیس قادیانیوں نے ایک بائیس سالہ نوجوان ''محمد مالک'' کو شہید کر دیا۔

محمد مالک کو کیوں اور کس طرح شہید کیا گیا؟ تفصیل اِس اجمال کی یہ ہے ضلع ننکانہ صاحب (جو پہلے ضلع شیخوپورہ کا حصہ تھا) میں قادیانیوں کی کافی تعداد ہے جو حیلے بہانوں سے سادہ لوح اور غریب مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں لانے کے لیے اپنی سرگرمیوں میں مشغول رہتے تھے۔ کچھ عرصہ پہلے محترم محمد متین خالد نے ان کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے عوام وخواص میں کام کا آغاز کیا تو اپنے طبعی ذوق کے مطابق مسلمانوں کے تمام طبقات کے دروازے پر دستک دی اور تمام مکاتبِ فکر کے علاوہ وکلاء اور تاجروں میں بھی اس کام کا ذوق پیدا کرنے کے لیے ایک ٹیم تیار کر لی۔ اِس صورتحال سے جہاں قادیانیت کی اِرتدادی تبلیغ میں رکاوٹیں پیدا ہونا شروع ہوئیں وہاں نوجوانوں اور تعلیم یافتہ طبقے میں تحفظِ ختمِ نبوت کا شعور بھی پیدا ہونا شروع ہوا۔ قادیانی اس صورتحال سے پریشان ہونے لگے اور طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیئے۔ چند ماہ پیشتر شانِ رسالت وختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں وہاں کے دوستوں نے دیواروں پر اشتہارات چسپاں کیے اور حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فتوے بھی شائع کیے۔ اس صورتحال سے مرزائی غنڈہ گردی پر اُتر آئے۔ ڈاکٹر اصغر اور اس کے دو بیٹے خالد اور ندیم، ارشد، ظفر، اقبال اور دیگر قادیانیوں نے اسلحہ سے مسلح ہو کر عقیدۂ ختمِ نبوت سے متعلق اشتہارات کو پھاڑ دیا، شعائرِ اسلامی سے متعلق غلیظ زبان استعمال کی اور کہا کہ مرزا قادیانی ''آخری نبی'' ہے۔ مرزا قادیانی کے بعد عقیدۂ ختمِ نبوت کی حیثیت ختم ہو چکی ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین کی اور مسلمانوں کو ننگی گالیاں دیں۔ انھوں نے دھمکی دی کہ اب اگر کسی نے ایسے اشتہارات دوبارہ لگائے یا ایسے نظریات کی ترویج کی تو اُسے جان سے مار دیں گے۔ اِس ساری صورتحال پر مسلمانوں نے قانون کو ہاتھ میں لینے کی بجائے قانونی اور پرامن راستہ اختیار کیا اور محمد مالک نے اِس صورتحال کی بابت تھانہ صدر میں زیر دفعہ ۲۹۵۔سی ۱۱ر جون ۲۰۰۸ء کو رپورٹ درج کروائی، جس کی ایف آئی آر نمبر یہ ہے 351/08 محمد مالک نے درج شدہ ایف آئی آر کی روشنی میں مقدمہ کی پیروی شروع کر دی۔ اس دوران قادیانی اُسے سرِعام قتل کی کرنے کی دھمکیاں دیں۔ نشۂ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار شہید محمد مالک اپنی حقیقی منزل کی طرف بڑھتے ہوئے استقامت کا پہاڑ بن گیا اور اس نے فیصلہ کر لیا کہ قانونی اور عدالتی جنگ کے راستہ سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹے گا۔ مذکورہ ایف آئی آر کی روشنی میں پولیس قادیانی ملزمان کو دانستہ گرفتار نہ کر سکی۔ محمد مالک اور اس کے ساتھی پولیس کے ذمہ داران سے بار بار کہتے رہے کہ تفتیش مکمل کی جائے اور ملزمان کا چالان کر کے جیل بھیجا جائے۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ ایس ایچ او تھانہ صدر ننکانہ صاحب سید رضا کار اور تفتیشی افسر منور حسین نے مبینہ طور پر قادیانیوں سے پانچ لاکھ روپے رشوت لے کر ۲۹۵۔سی کے اِس اہم مقدمے کو خراب کیا اور سراسر غیر قانونی طور پر تفتیش کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ مقدمہ کا مدعی بار بار کہتا رہا کہ قادیانی مجھے قتل کرنے کی سازش تیار کر چکے ہیں۔ شہید مدعی نے ڈی پی او کے سامنے براہِ راست تین مرتبہ پیش ہو کر واضح کیا کہ آپ کا ایس ایچ او قادیانیوں کے ذریعے مجھے قتل کرانا چاہتا ہے۔ اگر میں قتل ہو گیا تو میرے قاتل قادیانی ہوں گے اور اس کی تمام تر ذمہ داری پولیس پر ہو گی جو کھلم کھلا قادیانیوں کے تمام جرائم کی مکمل پشت پناہی کر رہی ہے، لیکن افسوس کہ اعلیٰ پولیس افسران تک سارے احوال پہنچنے کے باوجود کوئی شنوائی نہ ہوئی اور پولیس قادیانی ملزمان کی ملی بھگت سے تفتیش کو لٹکاتی رہی اور تین قادیانی ملزمان کو رشوت لے کر بے گناہ قرار دے دیا گیا جس پر قادیانی ملزمان کے وکیل نے درخواست ضمانت واپس لے لی۔ اپنی شہادت سے قبل قانونی چارہ جوئی کے لیے بیان حلفی تحریر کرائے جو کہ عدالت میں دینا چاہتے تھے جس میں مرحوم یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ مجھے کسی وقت بھی قادیانی ملزمان حملہ آور ہو کر میری جان لے سکتے ہیں۔ بار بار پولیس کے سامنے بھی اظہار کیا۔ مقامی پولیس کی زیادتی، لاپرواہی، غیر ذمہ داری اور درپردہ مرزائیوں کی ملی بھگت کے نتیجے میں یہ موقع فراہم کیا گیا کہ قادیانی یہ واردات کر سکیں۔ چنانچہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۸ء بروز جمعرات رات ۱۱ بجے جب اس مقدمے کے مدعی محمد مالک اپنے بھائی خالد محمود کے ہمراہ گاؤں کی مسجد میں نماز تراویح کی ادائیگی کے بعد گھر واپس جا رہے تھے کہ چوک کے قریب محمد حفیظ کی دوکان کے پاس پہنچے تو یک دم آگے سے دو موٹر سائیکل بغیر نمبر پلیٹ پر چار قادیانی ملزمان ندیم ولد اصغر علی، رانا افتخار ولد یٰسین، راشد ولد سرور اور عشرت شاہ ولد توکل مجید شاہ ساکنان دیہہ و دیگر تین نامعلوم ملزمان جو بغیر نمبر پلیٹ کے ایک موٹر سائیکل پر سوار تھے، نے محمد مالک شہید اور ان کے بھائی خالد محمود کو روکا اور اسلحہ تان کر دھمکی دی کہ آگے بڑھے تو مار دیں گے۔ ایک قادیانی ملزم ندیم نے

للکارا کہ محمد مالک کو ہمارے خلاف پرچہ (۲۹۵۔سی) درج کرانے کا مزہ چکھا دو جس پر عشرت شاہ نے بارہ بور بندوق سے فائر مارا جو کہ محمد مالک کے چہرے پر لگا، وہ زخمی ہو کر گر پڑا پھر ندیم ملزم نے دستی بارہ بور بندوق سے فائر مارا جو محمد مالک شہید کے چہرے اور گردن پر دائیں طرف لگا، قادیانی ملزمان للکارے مارتے ہوئے جائے وقوعہ سے فرار ہو گئے۔

شہید عبدالمالک کے والد گرامی محمد بوٹا نے مذکورہ وقوعہ کی ایف آئی آر تھانہ صدر ننکانہ صاحب میں درج کرائی۔ ایف آئی آر نمبر 618/08 (بجرم 302-148-149) جو ۱۱رستمبر کو ہی درج ہوئی، کے مطابق ایف آئی آر کے مدعی اور شہید کے والد گرامی محمد بوٹا نے پولیس کو رپورٹ کی کہ میرے بیٹے محمد مالک نے قادیانی ملزمان کے خلاف توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ۲۹۵۔سی، کا مقدمہ درج کرایا ہوا تھا جس بنا پر تمام ملزمان نے باہم مشورہ ہو کر میرے بیٹے محمد مالک کو قتل کیا۔ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، مجھے انصاف دلایا جائے۔اس واقعہ کی اطلاع پورے علاقے اور فیصل آباد میں بھی پھیل گئی۔ پوسٹ مارٹم کے بعد لاش ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ ۱۲رستمبر جمعۃ المبارک کو شام ۴ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں علاقہ بھر سے تمام مکاتبِ فکر نے بھرپور شرکت کی۔ قادیانی اپنے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے اور مبینہ طور پر پولیس نے ان کو تحفظ فراہم کیا۔ ننکانہ صاحب کے مقامی صحافی ملک سلیم اعوان ساری صورتحال پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ دراصل اِس سانحہ کا پس منظر مدعی شہید کی طرف سے قادیانی ملزمان کے خلاف ۲۹۵۔سی، کا مقدمہ ہی تھا لیکن اصل ذمہ داری پولیس کی تھی کہ وہ اپنی غیر جانبداری کو یقینی بناتی جبکہ ہوا، اس کے بالکل برعکس۔ پولیس مسلسل مکمل جانبداری کا مظاہرہ کرتی رہی۔ اِسی پولیس نے اس مقدمہ میں ایک قادیانی ملزم ڈاکٹر اصغر کو گرفتار کر لیا تھا جبکہ باقی ملزمان عبوری ضمانتیں کروا کر شاملِ تفتیش ہو گئے۔ ڈی پی او ننکانہ اکبر ناصر خاں نے کیس کی نوعیت کے پیش نظر تین رکنی تفتیشی ٹیم تشکیل دی، جس میں ڈی ایس پی اکبر خاں، ایس ایچ او تھانہ صدر سید رضا کار شاہ اور رانا منور شامل تھے۔

بتایا جاتا ہے کہ اس تفتیشی ٹیم نے تین ماہ تک اس کیس کی انکوائری کی۔ اس دوران تقریباً چھے دفعہ دونوں پارٹیوں کو بلایا گیا۔ جن میں سینکڑوں افراد نے اپنے اپنے مؤقف کی تائید کی۔ تاہم تفتیشی ٹیم تین ماہ تک طے ہی نہ کر سکی کہ ملزمان گناہ گار ہیں یا نہیں! مورخہ ۱۰رستمبر ملزمان کی عبوری ضمانت کی سماعت تھی۔ تفتیشی افسر کی عدم دلچسپی کی انتہا یہ ہے کہ عدالت نے کیس کی نوعیت کی وجہ سے کئی بار تفتیشی افسر کو طلب کیا کہ تفتیش مکمل کریں لیکن ۱۰رستمبر کو بھی رانا منور پیش نہ ہوا بلکہ حد یہ ہے کہ وہ ریکارڈ ایک حوالدار کو دے کر چلا گیا کہ وہ عدالت کو دے دے۔ اسے سماعت کے لیے بلایا گیا تو ملزمان کے وکیل نے ضمانتیں واپس لے لیں جبکہ پولیس ریکارڈ میں پولیس نے کچھ نہیں لکھا تھا۔ مدعیٔ مقدمہ شہید جو اِس گھمبیر صورتحال کی وجہ سے اس اندوہناک حادثے کا شکار ہو گئے، نے ملزمان کو گرفتار کروانے کی کوشش کی لیکن تھانہ صدر ننکانہ صاحب کے کسی اہل کار کی (دانستہ) عدم موجودگی کا لازمی فائدہ اٹھا کر ملزمان عدالت سے فرار ہو گئے۔ اس صورتحال کے بعد عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ننکانہ کے عہدیداران کے ایک وفد جس میں جناب عبدالحمید رحمانی، میر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ،

ملک لیاقت علی کھچی، چودھری محمد ارشد اور دیگر حضرات شامل ڈی پی او ننکانہ اکبر ناصر خاں سے ملاقات کر کے انھیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ جس پر ڈی پی او نے ڈی ایس پی اکبر خاں کو ہدایت کی کہ اس کیس کو فوری طور پر فائنل کیا جائے۔ اس روز پولیس نے مدعی پارٹی کی جانب سے پچاس کے قریب معززین تفتیش میں شامل ہوئے۔ اس موقع پر محمد مالک شہید نے سب لوگوں کے سامنے تفتیشی افسر کو کہا کہ قادیانیوں کی طرف سے مجھے قتل کرنے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں، اگر مجھے کچھ ہوگیا تو میرے قتل کا ذمہ دار تفتیشی افسر ہوگا۔

۱۱ر ستمبر کا سارا دن محمد مالک توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب قادیانی ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی میں مصروف رہے۔ ضلع کچہری میں ۲۵ پچیس افراد جو چک نمبر۴ گ ب کے رہائشی اور موقع کے چشم دید گواہ بھی تھے، ان سے بیان حلفی لکھواتے رہے تا کہ ۱۲ر ستمبر بروز جمعتہ المبارک تھانہ صدر بطور ثبوت پیش کر سکتے لیکن اسی رات محمد مالک کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ اس طرح وہ پولیس کی کرپشن، رشوت اور قادیانیت نوازی کا شکار ہو گئے۔ اس طرح ۲۹۵۔سی، کے بر بنائے حقیقت مقدمہ کے مدعی کو انصاف کی بجائے موت نصیب ہوئی۔ البتہ مدعی مقدمہ کے قتل کے بعد ڈی پی او ننکانہ اکبر ناصر خاں کے حکم سے تفتیشی رانا منور کے خلاف بروقت ریکارڈ عدالت میں پیش نہ کرنے پر مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا گیا ہے۔

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ننکانہ صاحب کے رہنماؤں عبدالحمید رحمانی، میر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ، ملک لیاقت علی کھچی، محمد صادق اور عابد حمید رحمانی نے وزیرِ اعلیٰ پنجاب اور اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی ملزمان کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے اور کوئی رعائت نہ برتی جائے ورنہ یہاں کے حالات کشیدگی کا رخ اختیار کر جائیں گے۔

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری اور عبداللطیف خالد چیمہ نے اس قتل پر فوری ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانی ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ملک میں قتل و غارت گری کر کے امن وامان کا مسئلہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے مرزائیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا جبکہ پیپلز پارٹی کے موجودہ دور میں قادیانیوں کو مسلمانوں پر مسلط کیا جارہا ہے اور قادیانیت نوازی اور کفر پروری کے نئے ریکارڈ قائم کیے جارہے ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے محمد مالک امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت قادیانیوں کی غیر اسلامی اور غیر قانونی سرگرمیوں میں رکاوٹ پیدا کرتے تھے اور تحفظِ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں بننے والے قوانین پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے صورتحال دن بدن مخدوش ہوتی جارہی ہے اور نئی حکومت بھی پرویزی ہتھکنڈوں سے مسلح ہو کر مسلمانوں کا خون بہا رہی ہے۔ اُدھر خبر یہ ہے کہ تحفظِ ختمِ نبوت اور ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلقہ قوانین کو ختم یا نرم کرنے کے لیے کئی لابیاں سرگرم ہوگئی ہیں اور قادیانیت کو تحفظ دینے کے لیے قومی اسمبلی میں قرارداد لانے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے۔

خوش نوا بھی، نقش گر بھی

بیاد: جانشین امیر شریعت سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

شعیب ودود

علمائے متقدمین اور علمائے متاخرین میں سے ہماری پسندیدہ شخصیت، امت مرحوم کے مخلص حق گو رہنما، علمی وجاہت اور روحانی عظمت کی نظیر، محقق و مدبر، سکہ بند تاریخ دان، بیان میں فصاحت و بلاغت، آواز میں دبدبہ وطنطنہ، اس قحط الرجال میں اسلام کے حقیقی وارث، جانشین امیر شریعت، وضع دار درویش، قادر الکلام شاعر، عربی و فارسی اور اردو کے متبحر عالم جب خطاب کرتے تو قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ جرأت وہمت کے پیکر کو خطابت وراثت میں ملی۔ اکثر و بیشتر دوپہر سے خطاب کا آغاز ہوتا شام ڈھلے تک خطابت کی سحر طراز لہریں علم وآگہی کے سمندر سے اٹھتیں، سامعین کے اذہان وقلوب سے ٹکراتیں اور اپنا گہرا اثر چھوڑ جاتیں۔ ان کی رعنا شخصیت علم نافع کی حقیقی آئینہ دار اور علم و عمل کا حسین امتزاج نظر آتی تھی۔

روزنِ شعور جب وا ہوا تو ہم نے اپنے پورے خاندان کو سید ابوذر بخاریؒ کے گرد جمع اور ان کے علمی حصار میں گرفتار پایا۔ چہرے کی رنگت سرخ وسپید، متحرک وروشن موٹی سبز آنکھیں، قد میانہ، جسم فربہی مائل، پیشانی فراخ، پٹے دار گیسوئے دراز۔ مونچھیں بھی قینچی سے کترواتے یوں عمر بھر استرے کے لمس سے مبرا زندگی گزاری۔ سر پر کپڑے کی اونچی باڑ والی سفید یا ہلکے نیلے رنگ کی کیپ رکھتے۔ سردیوں میں کھدر اور گرمیوں میں ململ اپنے اصلی رنگوں میں پسند فرماتے۔ کہیں خطاب ہوتا تو احرار کا روایتی سرخ لباس زیب تن کرتے۔ کھانے میں جو مل جاتا کھا لیتے۔ لیکن اپنی پسند و ناپسند اس میں ضرور شامل فرماتے۔ اس پسند میں سادگی کا عنصر غالب رہتا مگر معجون اور ملغوبا قسم کی سبزیوں کو ''چڑیۃ الکبوتر'' کہہ کر پکارتے۔ رگِ ظرافت پھڑک جاتی، چہرہ طنزیہ مسکراہٹ سے کھل اٹھتا اور مزاحیہ انداز میں فرماتے...... حضرت نے کیا انداز اپنایا ہے۔ آپ کی پسند کے قربان جایئے۔ خضروات تک کو رگڑا لگا دیا ہے۔ پسندیدہ مشروب سادہ پانی تھا، برف میں پانی ڈال کر پیتے۔ کتاب برحق کی تلاوت کثرت سے فرماتے اور پھر پینے والے پانی پر پھونک دیتے اور پی جاتے۔ ان کی مرغوب غذا ذکرِ خدا تھی۔

سننے والے ان کی تلاوتِ قرآن سے مسحور ہو جاتے۔ ان کا خطاب مبہوت کر دیتا اور ان کی تاریخ بیانی حیران کر دیتی۔ ان کی تقاریر سے لاکھوں آدمی انسان بنے اور رشد وہدایت کے سویروں سے مستفید ہوئے۔ ''جن کے پرتو سے

چراغاں ہیں ہزاروں کے دماغ''۔ وہ محیر العقول عالم دین تھے جو دینی امور پر دل کھول کر بولتے، دنیوی امور بھی پھرولتے اور سیاسی نوسر بازوں کی لگائی گئی گرہیں بھی کھولتے۔ اُن کا زندگی بھر کا معمول نمازِ مغرب سے لے کر نمازِ عشاء تک ذکرِ خدا میں محو رہنا تھا۔ اعزہ واقربا ہوں یا وقت کے فرماں روا اگر اس وقت آجاتے تو منتظر کرم بیٹھے رہتے۔ ذکرِ الٰہی سے فارغ ہوتے ہی مہمانانِ گرامی کا خندہ پیشانی اور شایانِ شان خورونوش سے اکرام کیا جاتا۔ عام مہمانوں کو اپنی علمی وادبی شگفتہ باتوں سے محظوظ کرتے جبکہ کسی دنیوی سودے بازی کی امید میں آنے والے سیاسی ریاکاروں، مذہبی خرکاروں یا سرکاری ہرکاروں کو دیکھتے تو طبیعت برہم ہو جاتی اور یہ مخلوقات ٹکا سا جواب لے کر الٹے پاؤں لوٹ جاتیں۔

۱۳ر دسمبر ۱۹۲۶ء کی یخ بستہ صبح امرتسر کے محلّہ کٹڑہ مہاں سنگھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور قرآن کریم کا آغاز والدہ ماجدہ کی شفقت بھری ٹھنڈی چھاؤں تلے ہوا۔ بعد میں اس وقت کے جید قاری حضرت کریم بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی قرآن حفظ کیا۔ ان کے دوسرے استاد و مربی جامعہ خیر المدارس ملتان کے بانی جیّد عالم دین اور ولی کامل حضرت مولانا خیر محمد جالندھری تھے۔ سید ابوذر بخاری ۱۹۴۰ء میں مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں داخل ہوئے اور ۱۹۴۷ء تک جالندھر ہی میں زیرِ تعلیم رہے۔ ۱۹۴۷ء آپ کی تعلیم کا آخری سال برصغیر کی تقسیم کی نذر ہو گیا۔ یوں حیاتِ عزیز کا ایک تعلیمی سال رائیگاں گیا۔ ۱۹۴۸ء میں جب اس عظیم الشان مادرِ علمی کی میزبانی کا اعزاز ملتان کو حاصل ہوا تو سند فراغت پانے والے اوّلین طلباء میں آپ بھی شامل تھے۔ استادِ محترم کے حکم خیر کے مطابق چند برس حدیث، فقہ اور ادب اسلامیہ کے اسباق جامعہ خیر المدارس میں ہی پڑھاتے رہے۔ حضرت خیر محمد جالندھری جیسی جلیل القدر ہستی سے انھیں صرف شرفِ تلمذ ہی حاصل نہیں رہا بلکہ وہ استادِ محترم کی خاص عنایات اور توجہات کا محور و مرکز بھی بنے رہے،

لیکن جلد ہی انھوں نے تدریس وتعلیم سے اپنا رخ پھیر کر تحریک وتنظیم کی کٹھن راہ اپنا لی۔ انھوں نے ایک بلند پایہ خطیب، ایک عالم باعمل، عظیم محقق و مدبر اور باکمال شاعر و ادیب کی حیثیت سے پہچان اور پزیرائی پائی۔ اصحاب رسول کی عظمت وتوقیر کے حقیقی پاسباں بنے۔ انھوں نے شہرت، اقتدار، آسائشوں اور تعیّشات کو ٹھکراتے ہوئے عمر بھر صحیح عقیدے اور نظریے کی جنگ لڑی اور کارکنانِ احرار کو فکری اور نظریاتی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا۔

سید ابوذر بخاری نے اپنے منفرد علمی وادبی ذوق کی تسکین بلکہ ترویج کے لیے ۱۹۵۰ء میں ایک ادبی تنظیم ''نادیۃ الادب الاسلامی'' قائم کی۔ آپ کی علمی وجاہت اور وسیع المطالعہ شخصیت کے گرد بہت سے اعلیٰ ادبی ذوق کے حامل نوجوان ادیب اکٹھے ہو گئے اور آپ کی قیادت میں سہ ماہی مجلّہ ''مستقبل'' نکلنے لگا۔ مولانا عبدالرشید نسیم المعروف بہ علامہ طالوت کو سرپرست اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ (علامہ طالوت وہی ہیں جنھوں نے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور علامہ اقبال کے مابین نظریۂ قومیت پر خط کتابت کروانے میں اہم کردار ادا کیا تھا) بعد میں حضرت ابوذر بخاری نے ملتان ہی سے ''مزدور'' کے نام سے سہ روزہ اخبار نکالا۔ وسائل کی عدم فراہمی، اشتہارات کی کمی اور سرمایے کی قلت کے سبب

اخبار اور مجلّہ تو بند ہو گئے مگر بخاری سید زادے کے جواں ارادوں، امنگوں اور مزدوروں کی حمایت کے پاکیزہ جذبے کو خلق خدا نے بہت سراہا۔

روئیں گے یاد کر کے اہل نظر
کارنامے ہم ایسے بھی کر جائیں گے

وہ وطن خداداد کے ان چند افراد میں سے تھے کہ جن کے علم کی گہرائی میں دین ودانش فلسفہ ومنطق اور تاریخ و سیرت کے سمندر موجزن تھے۔ عربی اور فارسی پر اتنا عبور اور ایسی دسترس تھی کہ جو بھی پیاسا ایک بار ان کے قریب پہنچ جاتا سیراب اور سرشار ہو کے پلٹتا۔ اس علمی وسعت وگہرائی کے پس پردہ کم وبیش تیس سالہ ''مطالعہ فرمائی'' کارفرما تھی۔ نوجوان بیٹے کی فصیح البیانی، الفاظ کی فراوانی اور تاریخی واقعات کے بیان میں روانی دیکھ کر حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری انگشت بدنداں ہو جاتے اور خوشگوار حیرت میں مبتلا بھی۔

ہوا ہے گو تند وتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں اندازِ خسروانہ

حضرت ابوذر بخاری کا اصل نام عطاء المنعم تھا۔ خاندان اور کارکنان حلقوں میں ''حافظ جی'' مشہور تھے۔ تخلص بھی حافظ فرماتے تھے۔ ایام طالب علمی میں ایک روز دارالحدیث میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے احوالِ زندگی کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ اُن کی حیاتِ سادہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنا نام ابوذر بخاری رکھ لیا۔ اور پھر تادم آخر اسی نام سے جانے پہچانے جاتے رہے۔ ہر صبح کا آغاز قال قال رسول اللہ...... سے ہوتا۔ رات کی تاریکیوں میں تلاوت فرماتے، یہاں تک کہ تہجد کا وقت ہو جاتا۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ کوئی شخص معاذ اللہ قرآن وحدیث کو چھوڑ دے گا تو قرآن وحدیث کا کیا بگڑے گا، اپنی ہی دنیا وآخرت خراب کرے گا۔ سود کی تباہ کاریوں کو اکثر بیان کرتے اور سخت مخالفت فرماتے۔

عمر عزیز کے تقریباً پچاس برس قریہ قریہ بستی بستی خدائے ذوالجلال کی کتاب مبین اور سیرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے رہے۔ حق گوئی وبے باکی اور غیر معمولی شعلہ بیانی کے ساتھ! نہ رات کی راحت کے طلب گار ہوتے اور نہ دن کے آرام کے جویا۔ عمر بھر کے سفر، کٹھن اور دشوار گزار راستوں پر خرام، وقت بے وقت کے طعام اور امت مرحوم کی بھٹکی ہوئی روح پر افسردگی وملال نے جسمانی طور پر آپ کو کمزور کر دیا۔

اپنے والد گرامی کی طرح حیاتِ مستعار کے آخری کئی سال بیماریوں کے ہجوم سے لڑتے لڑتے...... آخر کار ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو...... آپ حیاتِ فانی سے حیاتِ لافانی کی طرف گامزن ہو گئے۔ اور اب شہر خموشاں میں:

دن کو ایک نور برستا ہے تری تربت پر
رات کو چادرِ ماہتاب تنی ہوتی ہے

وہ مزے مزے کی حکایتیں:

سید ابوذر بخاری اور ہمارے نانا جان ملک عبدالغفور انوری دونوں احراری بھی تھے اور یارانِ طرحدار بھی۔ نانا جان روزمرہ بنیادوں پر معمولاً حضرت شاہ جی کی رہائش گاہ پر چلے جاتے تھے۔ جب کبھی نانا جان بوجہ مصروفیت شاہ جی کے ہاں حاضر نہ ہوسکتے تو شاہ جی کی طرف سے کوئی نہ کوئی خادم آن پہنچتا۔ یہ نصف صدی کی روایت نانا جان کی وفات تک جاری وساری رہی۔ نانا جان مرحوم (وفات: ۱۱/اکتوبر ۱۹۸۸ء) نے جب اس دارِفانی سے کوچ کیا تو ان کی نمازِ جنازہ بھی سید ابوذر بخاری نے انتہائی بیماری کی حالت میں پڑھائی۔ اس دن حضرت شاہ جی سخت رنجیدہ تھے اور اپنے دیرینہ دوست کی وفات پر یہ اشعار بار بار پڑھ رہے تھے۔

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہاں اے فلکِ پیر جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

ہمیں نانا جان کی معیت میں شاہ جی کے ہاں جانے میں بے حد خوشی اور سکون ملتا تھا۔ شاہ جی بہت زیادہ سنجیدہ طبیعت کے آدمی ہرگز نہ تھے۔ وہ لطائف وظرائف سے محفلوں کو کشتِ زعفران بنادیا کرتے تھے۔ وہ مزاح کا اعلیٰ ذوق رکھتے، لطائف خود بھی سنتے اور سن کر لطف اندوز بھی ہوتے۔

بچوں سے شفقت سے پیش آتے۔ بچے جب ان کے ہاں ''تشریف'' لاتے تو یہ انھیں اپنے اعزہ واقارب کی نشانیاں بتلاتے۔ بچوں کے متعلق کہتے کہ ''پاکستان کھاؤ پیو پارٹی'' کے صدور تشریف لا رہے ہیں۔ بچوں سے شاہ جی کھانا کھانے کا پوچھتے۔ جواب اگر مثبت ملتا تو بہت خوش ہوتے، فرماتے کہ حضرت کی طبعِ ملائم میں انکار تو ہے ہی نہیں۔ سبحان اللہ...... کیا ٹفن جیسی عادات وخصائل پائی ہیں۔

ایک روز اپنے خادم غلام قادر سے کہنے لگے کہ ادرک کا استعمال کھانے میں زیادہ کیا کرو۔ اگلے دن اس ستم ظریف کو آلو گوشت کا کہا گیا تو وہ ادرک گوشت بنالایا۔ اس ''یومِ ادرک'' کے دن اتفاقاً مہمانانِ گرامی بھی زیادہ تھے۔ جیسے جیسے لقمے حلق سے واپس آنے لگے غلام قادر کو لائن حاضر کر دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ روز کی ہدایت کے مطابق ادرک کا استعمال زیادہ کیا گیا تھا۔ شاہ جی غلام قادر کی سادہ لوحی پر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوگئے۔ غلام قادر کو ہدایت کی گئی کہ نئے نئے پکوان بنانا مناسب نہیں۔ تجربات صرف سائنسدانوں کے لیے ہوتے ہیں پھر غلام قادر سے فرمانے لگے...... اجی حضرت...... آپ بھی کسی سائنسدان سے ہرگز کم نہیں۔

☆　ایک دن ایک بہت بڑے رئیس صاحب کا واقعہ سنا رہے تھے کہ صاحب کی گاڑی کا پٹرول ختم ہوگیا اور گاڑی بند

ہوگئی۔ ڈرائیور نے گاڑی رکنے کی وجہ بتائی تو صاحب چیخ کر بولے..... تو اسے واپس گھر لے چلو۔

☆ نانا جان کی صورت جمالی اور طبیعت جلالی تھی۔ روٹھنے کی امریکن عادت بچپن سے ہی پختہ ہوچکی تھی۔ وہ کسی بھی شخص پر بگڑتے تو شاہ جی فوراً کوئی لطیفہ کوئی پھلجھڑی سنا دیتے اور نانا جان کا غصہ فوراً ٹھنڈا ہو جاتا۔

☆ ہمیں شاہ جی کے سنائے ہوئے واقعات آج بھی یاد ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی کہ...... جب بھی دہلی اور لکھنؤ کے دو شعراء باہم ملتے تو کہتے...... کہ میاں پورے ہندوستان میں دو ہی شاعر ہیں۔ ایک آپ اور ایک ہم۔ اور آپ بھی کیا ہیں بس ہم ہی ہم ہیں۔

☆ زندگی بھر سادگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ شہر میں تانگے پر سفر کرتے، تانگے کا توازن خراب ہوتا تو کسی دبلے پتلے کو کسی موٹے آدمی سے بدل کر تانگے کا توازن صحیح کرواتے...... اور فرماتے کہ پتلے موٹے سب اپنی اپنی اہمیت کے حامل ہیں۔ کہیں کوئی فائدے میں اور کہیں کوئی نقصان میں۔

قادر الکلام شاعر:

شاعری میں سید ابوذر بخاری غزل اور نظم دونوں میں طبع آزمائی فرماتے تھے۔ نعت گوئی پسند فرماتے اور نعتیہ اشعار کثرت سے کہتے۔ ان کے اشعار ملاحظہ فرمائیے:

حقیقت میں سرورِ بندگی پایا نہیں کرتے　　جو عشقِ مصطفیٰ سے دل کو گرمایا نہیں کرتے
زباں پر شکوۂ روودادِ غم لایا نہیں کرتے　　کہ مخلص آزمائش میں بھی گھبرایا نہیں کرتے
جو عاشق ہیں وہ گستاخی کا یارا نہیں کرتے　　وہ ان کے در پہ خود جاتے ہیں بلوایا نہیں کرتے
ٹھکانہ گور ہے تیرا عبادت کچھ تو کر غافل　　کہاوت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جایا نہیں کرتے

عمر بھر کے ترستے ہوئے رند کو　　بادۂ عشق و مستی کا جام آ گیا
کچھ گناہوں کو آنسو بہا لے گئے　　کچھ میرا جذب صادق بھی کام آ گیا
ایک ذرہ بنا رشک شمس و قمر　　بادشاہوں کی صف میں غلام آ گیا

ہم نقیبِ خلوص و اسیرِ وفا، ہم نے معیارِ الفت دوبالا کیا
روئیں گے یاد کر کے اہلِ نظر، کارنامے ایسے بھی کر جائیں گے
غنچہ ہائے تبسم، سخن کے گہر، آپ کی ہی نگاہوں کے برق و شرر
ہوش و حیرت کے داماں میں سمٹے ہوئے، ساتھ تا حد فکر و نظر جائیں گے

سید ابوذر بخاری بامقصد شاعری لکھتے۔ بڑے بڑے شعراء آپ سے ملنے آتے۔ حضرت عبدالقادر رائے

پوری کی بیعت کے بعد جگر مراد آبادی نے ام الخبائث سے یکسر ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ اُس زمانے میں لاہور میں شاہ جی اور جگر مراد آبادی کی ملاقاتیں بکثرت رہیں۔ انھیں معاصر ادبی تحریکوں، رجحانات اور اسالیب کا بھی غیر معمولی ادراک تھا۔ مثلاً ایک غزل کے یہ شعر دیکھئے۔

کیسے ممکن ہے کہ حقائق بھی سرابوں میں ملیں　　رحمتِ حق کے نشاں کیسے عذابوں میں ملیں
نشۂ عشقِ محمد میں خدا ملتا ہے　　یہ وہ نشے نہیں جو تم کو شرابوں میں ملیں
دے کہ غم ایسے ہوئے حشر تلک ہم سے جدا　　اب ملے بھی تو وہ شاید کبھی خوابوں میں ملیں

فارسی کلام کے چند اشعار دیکھئے:

بر فلک عدل مہر و ماہ ست غنی　　شاہ ست غنی ، بادشاہ ست غنی
چوں جامع مصحف الہ ست غنی　　دین است غنی و دین پناہ ست غنی
سردار نہ داد دست در دست یہود　　حق کہ نشانِ لاالہ ست غنی

سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے فرزند ارجمند سید ابوذر بخاری دونوں قادر الکلام شعراء تھے۔ تحریکی، تبلیغی مصروفیات اور دنیوی نمود و نمائش سے بیزاری نے ان کی شاعری کو شہرتِ دوام تک پہنچانے میں رکاوٹ کا کام کیا۔ مگر مبلغ اسلام کے طور پر پورا عالم اسلام ان حضرات کی خدمت کا تہہ دل سے اعتراف کرتا ہے:

گزرتا تھا گراں جن سے وہ لمحہ بھر جدا ہونا
تعجب ہے کہ ان سے دور اب عمریں بسر ہوں گی

☆☆☆

ABDUR REHMAN ISLAMIC LIBRARY
عبدالرحمٰن اسلامک لائبریری

مسجد السلام یاسین شادوالی، مین گلی گیلانی کینال ویو
گلشن فیض، ہیڈ نوبہار (ممتاز آباد) ملتان

وقت مطالعہ
بعد نمازِ عصر

محمد یاسین شاد، منتظم، اکاؤنٹ نمبر 228، بینک آف پنجاب ممتاز آباد، ملتان 0301-7578681

اردو ادب کی سعید روح......جعفر بلوچ مرحوم

ڈاکٹر انور سدید

دکھ کی بات یہ ہے کہ اردو ادب کی ایک سعید روح گزشتہ روز اس جہانِ فانی سے شبنم کی بوند کی طرح اڑ گئی۔ یہ اردو کے جواں عمر شاعر، ادیب، دانشور اور معلمِ ادب جعفر بلوچ تھے جو ایک دن پہلے تک میرے ساتھ ٹیلی فون پر باتیں کر رہے تھے اور اگلی صبح ڈاکٹر انور محمود خالد نے اطلاع دی کہ وہ عالمِ جاودانی کو سدھار گئے ہیں۔ دکھ ہوا کہ ایک درویش مزاج، غنی صفت اور استغنا پسند شاعر جس نے لیّہ کے صحراؤں میں بادِ سموم اور یتیمی کے مغموم جھونکوں میں پرورش پائی تھی اور ۱۹۶۹ء میں لاہور آ کر اُس دور کے اکابر شعراء حفیظ جالندھری، نعیم صدیقی، احسان دانش، طفیل ہوشیار پوری، نظیر لدھیانوی اور احمد ندیم قاسمی وغیرہ کے ساتھ مشاعرے پڑھے تھے اور داد حاصل کی تھی۔ اب زیرِ لحد چلا گیا تھا۔ ایک چمن بولتا ہوا خاموش ہو گیا تھا اور میرے جیسے تمام لوگ جو ۸۰ء کی دہائی میں قدم رکھ رہے ہیں، نالہ بہ لب تھے کہ یہ جعفر بلوچ کے زندہ رہنے اور ادب تخلیق کرنے کے دن تھے، موت نے اس کے دروازے پر دستک کیوں دی؟ اور دی تھی تو جعفر بلوچ نے دروازہ کیوں کھولا اور موت کے ساتھ چل دینے کی جلدی کیوں کی؟

ان سب سوالات کا جواب ملنا ممکن نہیں، میرے کان میں اُس کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ وہ کہہ رہا ہے:

”انور سدید!......موت سے کس کو رُستگاری ہے؟“

جعفر بلوچ کا تعلق ادباء کی اس نسل سے تھا جو آزادی کے ہنگاموں میں پیدا ہوئی اور جب مہاجر اور مقامی لوگ متروکہ مکانوں، دکانوں اور زمینوں کی لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گئے تھے اور ہر جگہ ضمیر فروشی ہو رہی تھی۔ اس فضا میں کمسن جعفر کو اپنے والد غلام حسن خان کی وفات کا صدمہ سہنا پڑا لیکن غنیمت بات یہ ہے کہ لیّہ کے مضافاتی شہر میں اس وقت انسان دوستی کی تابندہ روایت موجود تھی۔ یتیم جعفر کو اُن کے والد کے دوست عبدالکریم خان بلوچ موضع لوہانچ نشیب سے لیّہ لے آئے۔ اُس کے سر پر دستِ شفقت رکھا، اس کی تربیت کا فریضہ خود اپنے ذمے لیا اور اس کی تعلیم کا انتظام و اہتمام کالج تک کیا۔ ڈاکٹر انور محمود خالد نے جعفر بلوچ کے تعلیمی ایام کا تذکرہ کیا تو بتایا کہ وہ لیّہ گورنمنٹ کالج میں ان کا شاگرد تھا۔ اس کے ذوق کی ابتدائی پرورش تو اس کے مربی حکیم عبدالکریم بلوچ نے ہی کی تھی لیکن شاعری کے ذوق کو پروان چڑھانے میں نسیم لیّہ کا تعاون اور رہبری زیادہ سود مند ثابت ہوئی۔ انھوں نے ہی جعفر کو علامہ اقبال اور ظفر علی خان کی

شاعری کا بغور مطالعہ کرنے، مطالب سمجھنے اور الفاظ و تراکیب کی تفہیم و دانش کا رستہ دکھایا۔

مجھے محکمہ آبپاشی کوٹ ادو میں خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا تو نسیم صاحب سے میونسپل لائبریری لیّہ میں ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل ہوا۔ اس دور افتادہ شہر میں شاعری کی روشنی جن لوگوں نے پھیلائی تھی اُن میں دو نام اہم ہیں۔

اول...... خیال امروہوی جو اردو شاعری میں سلسلۂ ''خیالیہ'' کے بانی ہیں، جس طرح سیماب اکبرآبادی کے شاگرد اپنے نام کے ساتھ ''سیمابی'' لکھتے ہیں، اسی طرح لیّہ کے گردونواح کے شعراء جنھوں نے خیال امروہوی کے سامنے تکیہ تلمذ تہہ کیا ہے، اپنے نام کے ساتھ ''خیالی'' لکھتے ہیں۔ گفتار خیالی (مرحوم) اور جسارت خیالی کے نام یہاں بطور مثال پیش کیے جا سکتے ہیں جنھوں نے خیال امروہوی کے نام کے ساتھ اردو ادب کو بھی روشن کیا۔

دوم...... جناب نسیم مرحوم جن کے وطن لیّہ کا نام ان کے اسم گرامی میں تخلص کی طرح شامل ہو گیا ہے (جناب غافل کرنالی بھی اس خطے سے معروف ہوئے لیکن وہ جوانی کے عالم میں وفات پا گئے اور ان کا حلقۂ اثر پھیل نہ سکا) نسیم لیّہ چونکہ لائبریرین بھی تھے، اس لیے اپنے شاگردوں کے مطالعے میں وسعت کا باعث بھی بنتے تھے۔ انھیں اساتذہ کے دیوان بالاستیعاب پڑھنے کی عادت ڈالتے اور شاعری کے ریاض کے لیے مشکل ردیف وقوافی میں ان سے مشقِ سخن کراتے۔ جعفر بلوچ نے اپنے آخری انٹرویو میں، جو ان کی وفات کے مہینے (اگست ۲۰۰۸ء) میں اردو کے ممتاز ماہنامہ ''الحمراء'' میں چھپا ہے، اعتراف کیا ہے کہ:

> ''شاعری میں میرا رشتۂ تلمذ اوّل اوّل حضرت نسیم لیّہ سے ۱۹۶۴ء میں قائم ہوا۔ اُس زمانے میں، میں گورنمنٹ کالج لیّہ میں سالِ اوّل کا طالب علم تھا۔ نسیم صاحب قریباً روزانہ مجھے ایک مصرعہ طرح دیتے اور میں غزل کہہ کر دوسرے دن انھیں سناتا۔ وہ غزل کے محاسن و معائب پر گفتگو کرتے اور میرا دل بڑھاتے۔''

جعفر بلوچ نے راجہ عبداللہ نیاز کی قدرتِ کلام اور نفاستِ طبع سے بھی اپنے دل کو روشن کرنے اور فنی نکات پر ان کی گفتگو سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔ لاہور میں انھوں نے حضرت احسان دانش کی محفلوں میں بیٹھنے اور مترادفات کی لغت میں ان کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہاں احسان دانش کی ایک اصلاح کا ذکر ضروری ہے جو انھوں نے جعفر بلوچ کے کلام پر برجستہ کی۔ جعفر بلوچ نے نعت کے حسبِ ذیل شعر میں ''وجدان'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔ احسان دانش نے یوں اصلاح کی:

''لفظ جو صرفِ نعتِ نبی ہو گئے
میرے ایمان کی روشنی ہو گئے''

اس شعر میں ''ایمان'' جناب احسان دانش کا عطیہ ہے اور جعفر بلوچ کی عظمت یہ ہے کہ اُس نے اس عطا کا احسان زندگی کے آخری ایام میں بھی برملا کیا۔ احسان شناسی جعفر بلوچ کے مزاج کا فطری حصہ تھا اور اس کی بڑی مثال یہ

ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی میں اپنے اُن کرم فرماؤں، دوستوں اور معاصرین کو ہمیشہ یاد رکھا، جنھوں نے کبھی ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا تھا اور حد یہ ہے کہ ان کے ادبی اثاثے کے تحفظ میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ چنانچہ ''مطلعین'' کے نام سے راجہ عبداللہ نیاز اور اسد ملتانی کا کلام شائع کیا۔ لیّہ اور مظفر گڑھ کے شعراء کو خراجِ تحسین ادا کرنے کے لیے ''آیاتِ ادب'' کے نام سے ایک تذکرہ مرتب کیا۔ ''ارمغانِ نیاز'' میں جناب عبداللہ نیاز کے حالاتِ حیات اور ''صبحِ سخن'' میں اپنے مقدمے کے ساتھ ان کا منفرد کلیات پیش کیا۔ ساقی الحسینی لیّہ کالج کے استاد تھے اور عنفوانِ شباب میں فوت ہو گئے تھے۔ جعفر بلوچ نے ان کے تنقیدی مضامین تلاش کر کے ان کا مجموعہ شائع کیا۔

جعفر بلوچ نے اکتسابِ فن میں جن ممتاز شخصیات سے فیض اٹھایا، ان میں چند اصحاب کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ یہاں یہ تذکرہ بھی ضروری ہے کہ جب اساتذہ نے انھیں مشورۂ سخن سے مستثنیٰ قرار دیا تو انھوں نے خود اپنی شاگردی اختیار کر لی۔ یہ اُن کی تشکیک کا دور تھا۔ شعر کہتے تو منتخب الفاظ پر کمند پھینکتے۔ اکثر منتخب بحر کے الفاظ ان کی دسترس میں آ جاتے لیکن کسی لفظ کے استعمال اور معنیٰ پر شک پڑ جاتا تو اپنے دیوان سے رہنمائی حاصل کرتے اور وہیں سے سند حاصل کرتے۔ یہ بات میں نے اپنے مشاہدے سے پیش کی۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ میں نے ایک ایسے غریب لفظ کے معنیٰ تلاش کرنے کی کوشش کی جو کم کم استعمال ہوتا تھا تو جعفر بلوچ کو ٹیلی فون کیا۔ انھوں نے ایک شعر پڑھا جس میں یہ لفظ بڑی خوبصورتی اور معنوی صحت سے استعمال ہوا تھا۔ میں نے پوچھا: ''کس استاد کا شعر ہے؟'' فرمایا: ''جعفر بلوچ کا''......اس کے ساتھ ہی کھل کر قہقہہ لگایا اور کہا ''جب میں نسیم لیّہ سے مشورۂ سخن کر رہا تھا تو وہ اکثر مجھے لغت سے مشکل الفاظ تلاش کر کے دیتے اور مصرع طرح کی غزل میں استعمال کرنے کا حکم دیتے۔ غلط استعمال پر سرزنش کرتے، صحیح استعمال پر داد دیتے۔ بہت سے ایسے الفاظ میری بیاض میں درج ہیں جو آج کے شعراء نے کم استعمال کیے ہیں۔ میں اب انہی سے رہنمائی حاصل کرتا ہوں''...... یہ کہہ کر جعفر بلوچ نے ایک اور زوردار قہقہہ لگایا۔

اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے جعفر بلوچ کو پہلی مرتبہ شاہ محمد غوث کی لائبریری میں منعقد ہونے والے ماہانہ مشاعرے میں سنا تھا۔ انتظار حسین نے اپنے کالم ''لاہور نامہ'' میں مولانا صلاح الدین احمد کو لاہور کا آخری پیدل آدمی شمار کیا تھا۔ ان کی وفات جون ۱۹۶۴ء میں ہوئی تھی۔ جعفر بلوچ ۱۹۶۹ء میں لاہور میں وارد ہوا تو وہ پیدل چلنے کی روایت اپنے ساتھ لایا تھا۔ جہاں کہیں مشاعرے کے انعقاد کی خبر سنی تو دعوت نامے کا انتظار نہ کرتا، اخبار کے تقریبات کے کالم سے مشاعرے کی تاریخ، مقام اور وقت نوٹ کر لیتا اور اپنے رحمان پورے والے گھر سے جس کی اُساری جعفر بلوچ نے خود کی تھی، پیدل چلتا اور بروقت مشاعرے میں پہنچ جاتا۔ سیکرٹری مشاعرہ اسے دیکھتے ہی اس کا نام شعراء کی فہرست میں درج کر لیتا۔ جعفر بلوچ بالعموم مشاعرہ گاہ میں سب سے پہلے پہنچتا اور سب سے آخر میں رخصت ہوتا......اس کا ریکسین کا تھیلا اس کا شناختی کارڈ تھا لیکن بعض لوگ اسے ''جعفر کی زنبیل'' بھی کہتے تھے۔ اس تھیلے میں پرانی کتابیں، اخبارات کے

تراشے، زیرِتصنیف کام وغیرہ سب کچھ محفوظ ہوتا تھا۔ میں نے کئی مرتبہ اسے اپنا دیوان چھپوانے کی ترغیب دی مگر وہ ہر مرتبہ طرح دے جاتا لیکن جب اس کا پہلا مجموعہ کلام ''اقلیم'' کے نام سے چھپا تو اس نے سب کو حیران کر دیا کہ یہ اُس کی قادرالکلامی کا مظہر تھا اور اس کی لفظیات سے جعفر بلوچ کے وسیع مطالعے اور اساتذۂ فن سے فیض حاصل کرنے کے آثار نظر آتے تھے۔ میرزا غالب، میرانیس، مولانا ظفر علی خان اور اقبال کے کلام کے بہت سے حصے تو جعفر بلوچ کو زبانی یاد تھے اور اس کی تحریر، تقریر اور تدریس میں کثرت سے استعمال ہوتے تھے۔ آخری مجموعۂ کلام ''برسبیلِ سخن'' تھا لیکن اس سے قبل نعت کا مجموعہ ''بیعت'' کے عنوان سے چھپ چکا تھا۔ انٹرویو مطبوعہ ''الحمراء'' اگست ۲۰۰۸ء میں نعت کا ذکر آیا تو اس نے اپنے اوّلیں دور (۱۹۶۷ء) کے حسبِ ذیل دو نعتیہ اشعار پڑھے:

گر ہم گدائے کوچۂ خیر البشر بنیں | ہم سے بلند مرتبۂ قدسیاں نہ ہو
ایسی جگہ بھی کیا کہیں باغِ جہاں میں ہے | عکسِ جمال غیرتِ یوسف جہاں نہ ہو

اور اب غزل کے چند اشعار سنیئے جن میں اقبال کا جلال اور ظفر علی خان کی روانی نمایاں نظر آتی ہے اور قوافی کا تجدد متاثر کرتا ہے:

لطائف جن کے آسکتے نہیں قیدِ عدد میں بھی | عجب کردار ہوتے ہیں بشر کے خال وخد میں بھی
سنا ہے ہم نے یہ قولِ محال اہلِ بصیرت سے | خرد ہے کچھ جنوں میں بھی، جنوں ہے کچھ خرد میں بھی
فقط خود پروری انساں کا منصب ہو نہیں سکتا | کہ ایسا تو شعورِ زندگی ہے دام ودر میں بھی
دل کے آئینے روشن ہوں جعفر جس کے پرتو سے | وہ سورج بجھ نہیں سکتا کبھی برجِ لحد سے بھی

آخری شعر سے میں اندازہ کرسکتا ہوں کہ جعفر بلوچ بھی وہ سورج تھا جو ''برجِ لحد'' سے بھی بجھ نہیں سکتا۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی شخصیت کی تابانی سے شہرِ خموشاں، جہاں وہ آسودۂ خوابِ دائم ہے، تابندہ ہے۔

سلیم الیکٹرونکس
SALEEM ELECTRONICS, MULTAN
SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN
ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

جعفر بلوچ

چل بسا جعفر بلوچ

(زندہ دل شاعر کے قلم سے خودنوشت مرثیہ)

تاریخ وفات: ۲۷/اگست ۲۰۰۸ء (لاہور)

موت کیسے زندگی کو آ کے لیتی ہے دبوچ
ہو غلط یارب! سنا ہے چل بسا جعفر بلوچ
منفرد وہ شخص تھا اور منفرد اس کی تھی سوچ
چل بسا جعفر بلوچ

اس میں کیا شک ہے، وہ شاعر تھا نہایت ارجمند
کنزِ مخفی کے گہر اور انجمِ فکرِ بلند
اس کا شہبازِ تخیل عرش سے لاتا تھا نوچ
چل بسا جعفر بلوچ

ناروا ہے بُخل اب تو اس کے استحسان میں
تھا وہ یکتا شاعری اور نثر کے میدان میں
غالب اور اقبال کو اپنا سمجھتا تھا وہ کوچ
چل بسا جعفر بلوچ

ارتجالاً کیا کریں ہم اس کی تعیینِ مقام
ہاں سفر کرتا رہا وہ سُست تھا یا تیز گام
عشق کی راہوں میں اس کے پاؤں میں آئی نہ موچ
چل بسا جعفر بلوچ

مدت العمر اس کو دیکھا ہم نے راہِ خیر پر
مسلک اس کا صلح وامن وآشتی ہی تھا مگر
دشمنانِ علم ودانش کو وہ لیتا تھا دبوچ
چل بسا جعفر بلوچ

وہ سراپا تھا نیاز وعجز واخلاص وادب
جب کبھی ہوتا تھا لیکن سخت مغلوب الغضب
اللہ بخشے، کرلیا کرتا تھا وہ گالی گلوچ
چل بسا جعفر بلوچ

گل محمد سے بھی بڑھ کر تھا اُسے ہلنا محال
بابِ عبرت بن گیا اس کی قناعت کا وبال
پھر بھی استقلال میں اس شخص کے آیا نہ لوچ
چل بسا جعفر بلوچ

حور وغلماں خلد میں ہر آن بہلائیں اُسے
اور کُنجِ قبر میں ایذا نہ پہنچائیں اُسے
اہلِ شر، کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو، کاکروچ
چل بسا جعفر بلوچ

شورش کاشمیری۔ ایک عہد، ایک اسلوب!

محمد الیاس میراں پوری

شورش کاشمیری کا نام شعر و ادب اور صحافت و خطابت کی دنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ بلاشبہ عظیم الشان خطیب، بے مثال صحافی، خوبصورت نثّار اور مزاحمتی شاعر تھے۔ انھوں نے ایک طرف شاعرانہ ولولوں سے بھری وادیاں خوش سلیقگی سے قطع کیں تو دوسری طرف قید و بند کے مرحلے ہمت و پامردی سے طے کیے۔ ''گفتنی ناگفتنی''، ''چہ قلندرانہ گفتم'' اور ''الجہاد و الجہاد'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ اس کے علاوہ شورش کا بہت سا کلام ''چٹان'' میں بھی شائع ہوتا رہا جسے بعد میں ''کلیاتِ شورش کاشمیری'' کے نام سے یکجا کر دیا گیا۔

شورش کاشمیری نے بیک وقت مولانا ابوالکلام آزاد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، ظفر علی خان اور چودھری افضل حق ایسی نابغہ روزگار شخصیات سے کسبِ فیض کیا اور وہ تمام عمر ان عظیم ہستیوں کے ممنون اور ان کے افکار کے نقیب و منادر ہے۔ ان کی تحریر میں ابوالکلام آزاد کا شکوہ، خطابت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا ولولہ، سیاسی فکر و تدبر میں چودھری افضل حق کی بصیرت اور صحافت میں ظفر علی خان کی حق گوئی و حریت کیشی جھلکتی ہے۔

شورش کاشمیری کی شاعری دار و رسن اور مزاحمت کا استعارہ ہے۔ انھوں نے اپنی جوانی کے خوبصورت اور ولولہ انگیز کم و بیش دس سال قیدِ قفس میں کاٹے۔ وہ خود کہتے ہیں:

رہا ہوں قیدِ مشقت میں دس برس شورش
ہر ایک حلقۂ زنجیر پا سے کھیلا ہوں

شورش قیدِ افرنگ کاٹ کر آنے والے ''شورش پسندوں'' کو ایک نئی اور انوکھی راہ دکھا گئے۔ انھوں نے اپنی قید کے ایام مایوسی اور گھبراہٹ میں نہیں گزارے بلکہ زندہ دلی اور بہادری سے کاٹے۔ انھوں نے اپنی زنداں کی یادوں کو ''پس دیوارِ زنداں'' میں متشکل کر کے حبسیاتی ادب میں اضافہ کرتے ہوئے مسعود سعد سلمان کی روایت کو آگے بڑھایا۔ (مسعود سعد سلمان نے تمام عمر زنداں میں گزار کر زندانی شاعری تخلیق کی۔ اگر ان کا دیوان دستیاب ہو جائے تو ہم انھیں اردو کا پہلا صاحبِ دیوان شاعر کہہ سکتے ہیں)۔ جیل کے حالات و واقعات، قیدیوں پر گزرنے والی صعوبتیں اور قیامتیں دل دہلاتی اور رونگٹے کھڑے کر دیتی ہیں۔ دلکش مرقع نگاری، زبان و بیان، اسلوب اور مواد کے اعتبار سے ''پس دیوارِ زنداں''

ادبی دنیا میں اپنی الگ پہچان اور انفرادیت رکھتی ہے۔

خروشِ نعرۂ پیکار لے کے آیا ہوں
حکایت ِ رسن و دار لے کے آیا ہوں

شورش کے بقول سیاست کے پہلو میں دل نہیں ہوتا۔ انھوں نے اس وقت خارزارِ سیاست میں قدم رکھا تھا جب برطانوی سامراج کا سورج نصف النہار پر تھا۔ انقلاب کا نعرہ لگانا سزائے موت کے مترادف اور آزادی کا حصول دیوانے کا خواب سمجھا جاتا تھا۔ حریت وحمیت کے متوالوں کو سرِ بازار پھانسی پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ اظہارِ حق اور آزادیٔ اظہار پر پابندی کو لازم وملزوم سمجھا جاتا تھا۔ تب شورش نے کم سنی میں سیاست شروع کی تو میدانِ سیاست کے بڑے بڑے بزرجمہروں کے منہ کھلے رہ گئے۔ شورش کو اس بات کی قطعاً پروا نہیں تھی کہ اس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک حرف منافقوں کے دلوں میں ترازو ہوتا ہے۔ وہ بے باکانہ، بے نیازانہ بلکہ ''شاہبازانہ'' پرواز کرتے رہے:

جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں　　　ہم نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
خان زادوں کے لیے مفت کی جاگیریں تھیں　　　سرفروشوں کے لیے دار و رسن قائم تھے
خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں　　　بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں

شورش کاشمیری کا خمیر وطن سے بے پایاں محبت اور خلوص وللّٰہیت سے اٹھایا گیا تھا۔ ان کا سلسلہ حریت تحریک ولی اللّٰہی سے ملتا ہے۔ جس سلسلے کے مجاہدین سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر برصغیر کی آزادی کے لیے راہ ہموار کی۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں انھوں نے یادگار نظمیں اور ملی نغمے لکھے جو بعد میں ''الجہاد والجہاد'' کے نام سے منصۂ شہود پر آئے۔ اپنے اخبار ''چٹان'' کو اس عظیم مقصد کے لیے وقف کر دیا۔ شورش نے ''چٹان'' کے اداریوں اور نظموں سے پاک فوج اور عوام الناس کے دلوں میں جذبہ جہاد اور وطن سے محبت کی آگ لگا دی۔ ان خدمات کے ''عوض'' ایوب حکومت نے انھیں گرفتاری کا تحفہ دیا تو شورش نے وطن سے محبت کرنے کے اس جرمِ بے گناہی کو ''تمغۂ خدمت'' کا نام دیا۔ (اس عنوان سے انھوں نے ایامِ اسیری کی یومیہ سرگزشت لکھی۔)

شورش کاشمیریؒ کے ہاں طنز کی گہری کاٹ ہے۔ وہ سیاسی رہنماؤں، مذہبی وڈیروں اور کوتاہ قامت ادیبوں کی منافقت دیکھتے ہوئے اپنے گہر بار قلم سے شرر افشانی پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کی شاعری کا غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ مزاحمتی شاعری کے زمرے میں آتی ہے۔ جو شخص بیک وقت ادبی بزرجمہروں، فقیہانِ شہر، سیاسی منافقوں اور زرد صحافت کے علمبرداروں سے برسرِ پیکار رہا ہو، اس کے قلم کی کاٹ اور جملوں کی ساخت و پرداخت کس درجہ خوب صورت اور دلکش ہوگی۔

؎ کشکول لے کے شرع فروشی کا ہاتھ میں　　　یہ ذکرِ وعظ ہے کہ نوائے گداگری
؎ شورش فقیہِ شہر کے چہرے کی آب و تاب　　　قرآں کی آیتوں کے لہو کی دلیل ہے
؎ ادیبوں کی زباں پر خوف کی سنگین مہریں ہیں　　　صحافی جور و استبداد کے ہیں پردہ دار اب تک

شورش کے نزدیک انقلاب کے لیے بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے۔اس کے لیے صعوبتیں،اور قید و بند کے مرحلے کوئی معنی نہیں رکھتے۔انقلاب بے دریغ قربانیاں مانگتا ہے تب جا کر کہیں صحرا اور ریگستان، گل وگلزار میں متشکل ہوتے ہیں۔اہل ہمت قربانیوں اور مصائب سے نہیں گھبراتے لیکن جب انقلاب کا راستہ ہموار ہوتا ہے تو چند سہل پسند اور تن آسان لوگ اس کے ثمرات پر قابض ہونے کے لیے بے چین و بے قرار نظر آتے ہیں۔پھر یہی لوگ جاں نثاروں اور جانبازوں پر بے سروپا نکتہ چینی اور لاحاصل تنقید کرتے ہیں۔اس صورت حال میں شورش نوجوانوں سے اس طرح مخاطب ہوتے ہیں:

ناقدو ! وقت کے افکار بدلنے کے لیے
میں نے مجبور زبانوں کو نوا بخشی ہے
کج کلاہوں کی رعونت کا اڑایا ہے مذاق
میں نے تاریخ کے چہرے کو ضیاء بخشی ہے

آج کی مقبول اصطلاح میں شورش بلا شبہ ایک عظیم مزاحمتی ادیب تھے۔پاکستان کی تاریخ کی جڑیں،اس کے قیام کی تاریخ میں پیوست ہیں۔شورش نے بیسویں صدی کے ربع ثانی (اور ربع ثالث بھی) کے سب سے نازک اور سب سے ہنگامہ خیز دور کو اپنی کتابوں میں محفوظ کر دیا ہے۔یہ جدوجہد اور مزاحمت کی سچی تصویریں ہیں۔قلمی چہروں (''چہرے'') اور شخصی خاکوں (''نورتن'') پر مشتمل کتابوں میں شورش نے اپنے ہی اسلوب کو بدل بدل کر برتا ہے۔پوری تخلیقی چابک دستی کے ساتھ۔شورش کو ابھی تک بالعموم ہمارے نصابی مہنتوں اور تنقیدی پنڈتوں کی آشیرواد نہیں ملی۔بنیادی اور بڑی وجہ ان کا غیر ترقی پسند بلکہ اینٹی ترقی پسند ہونا ہے۔شورش کا سرمایۂ نظم ونثر ان کی زندگی میں بھی اور اس کے بعد سے آج تلک مقدار اور معیار کے دونوں اعتبارات سے ان کے ''مقبول'' اور ''مشہور'' معاصرین پر اپنا تفوق ثابت کرتا چلا آرہا ہے۔وجہ صرف یہ ہے کہ کھوکھلی نعرے بازی اور جذباتی استحصال پر مبنی پروپیگنڈائی تحریروں سے وقتی مقبولیت اور سستی شہرت حاصل کرنے والے لوگ ادیب نہیں ہوتے۔ہو بھی نہیں سکتے۔اور نہ ہی ایسی نثر و نظم میں ادبیت، فن یا فکر سے جڑے کسی بڑے تخلیقی تجربے کی گنجائش ہوتی ہے۔

شورش کاشمیری کا نام تاریخ میں امر ہو چکا ہے۔غیر جانبدار اور تعصب سے بالاتر تاریخ نویس جب بھی برعظیم پاک و ہند کی تاریخ لکھے گا تو شورش کا نام سنہرے حروف میں ہوگا:

تاریخ مرے نام کی تعظیم کرے گی
تاریخ کے اوراق میں آئندہ رہوں گا

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **سیّدی وَ اَبی**　　مصنفہ: بنتِ امیر شریعت سیّدہ اُم کفیل بخاری مدظلہا

ضخامت: ۳۲۰ صفحات　قیمت: ۲۵۰ روپے　ناشر: بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری برصغیر پاک و ہند کے ایسے فردِ جلیل و عظیم تھے جن کے وجودِ گرامی پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شجرۂ نسب کے اعتبار سے آپ کا سلسلہ ۳۴ نسلوں کا فاصلہ طے کر کے امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کی ولادت ۲۳ رستمبر ۱۸۹۲ء کو ہندوستان کے شہر پٹنہ میں اور وفات ۲۱ راگست ۱۹۶۱ء کو پاکستان کے شہر ملتان میں ہوئی۔ دینی تعلیم کی تکمیل اور مرشد گرامی پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت کے بعد ان کی زندگی کا بیشتر حصہ انگریزی سامراج کی مخالفت اور ناموسِ ختم نبوت کے تحفظ میں گزرا۔ تحریک آزادیٔ ہند میں مجلس احرار اسلام کی تاریخی جدوجہد آپ کے کارناموں سے منور ہے۔ آپ سیاسی سرگرمیوں کی بنا پر گیارہ مرتبہ گرفتار ہوئے اور قریباً ساڑھے نو سال قید و بند میں گزارے۔

زیرِ نظر کتاب "سیّدی وَ اَبی" میں بنتِ امیر شریعت سیّدہ اُم کفیل بخاری نے اپنی یادداشتوں کو حافظے کی لوح سے کاغذ پر اتارا ہے۔ ان کا معمول تھا کہ اپنے جلیل القدر والد کی باتیں اور واقعات جو دین و مذہب، تاریخ و سیاست، تہذیب و اخلاق اور شاہ صاحب کے عادات و اطوار پر مشتمل ہوتی تھیں، اپنے بچوں کو سناتیں اور انھیں تہذیب و اخلاق کا درس دیتیں۔ ان کے یہ ارشادات اکثر اوقات اخبارات کو بھی اشاعت کے لیے مل جاتے۔ اب یہ یادیں زیرِ نظر کتاب میں بڑے سلیقے سے پیش کر دی گئی ہیں۔ یہ لغوی معانی میں مربوط اور با قاعدہ سوانح نہیں لیکن اس کے مستند مواد سے ایک جامع سوانح عمری مکمل کی جاسکتی ہے اور اس کتاب کے واقعات کو اسناد کا درجہ اس لیے حاصل ہے کہ انھیں امیر شریعت کی صاحبزادی نے جو خود اعلیٰ پائے کی ادیبہ اور شاعرہ ہیں، لکھا ہے۔ یہ واقعات ماضی کو اس طرح آواز دیتے ہیں کہ ماضی کے واقعات اور شخصیات زندہ ہو جاتی ہیں۔ زندگی کا حقیقی بیانیہ اور مثبت ردِّ عمل پڑھنے والوں کے ایمان کو تازہ کر دیتا ہے۔ اس ناچیز کو امیر شریعت کی امرتسر اور شاہ محمد غوث (دفتر احرار لاہور) کی محفلوں میں ایک خورد کی حیثیت میں پچھلی صفوں میں بیٹھنے اور فرمودات امیر شریعت جلسوں میں سننے کا موقع بھی ملا اور یوں پوری صداقت سے اعتراف کرتا ہوں کہ میں اس کتاب پر تبصرے کا اہل نہیں ہوں۔ صرف آپ کو اطلاع کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت امیر شریعت کے سوانح و افکار پر ایک ایسی کتاب چھپ گئی ہے جس میں حضرت بخاری ہمارے ساتھ ہم کلام محسوس ہوتے ہیں۔ اس کتاب کا ایک اہم حصہ اپنی بیٹی کے نام

جیل سے لکھے ہوئے خطوط ہیں جو استقامت کردار کی مثال سامنے لاتے ہیں۔ ۳۲۰ صفحات کی یہ عمل آموز کتاب، بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت صرف دوسو پچاس روپے ہے۔
(تبصرہ: ڈاکٹر انور سدید۔ سنڈے میگزین، روزنامہ ''نوائے وقت'' ۳۱ راگست ۲۰۰۸ء)

● **حکایاتِ چوں چناں** مصنف: شعیب ودود
ضخامت: ۲۴۸ صفحات　قیمت: ۳۰۰ روپے　ناشر: بک ہوم اردو بازار لاہور
ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں مسکراہٹیں ختم ہوگئی ہیں اور ہم لوگ حالتِ غم میں رہنے کے عادی ہوگئے ہیں۔ شعیب ودود نے ہمیں احساس دلایا ہے کہ ہماری زندگیاں ابھی مسکراہٹ سے خالی نہیں ہیں۔ ۲۰۰۵ء میں ان کا پہلا مجموعہ ''خامہ جنگی'' شائع ہوا اور اب ۲۰۰۸ء میں ان کا دوسرا مجموعہ ''حکایاتِ چوں چناں'' شائع ہوا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں خاکے اور مزاحیہ مضامین ایک ساتھ موجود ہیں۔ ان کی یک جائی کی بظاہر کوئی وجہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ خاکے کو مزاح کے قریب کی ہی کوئی چیز تصور کرتے ہیں۔

شعیب کے مضامین دراصل افسانے کا تاثر پیش کرتے ہیں۔ وہ مزاح لکھتے ہوئے اپنے سماجی اور معاشرتی المیے اور دکھ بھی بیان کرتے ہیں مگر ان کا اندازِ بیاں اس قدر شگفتہ ہے کہ ہم مسکرائے بغیر نہیں رہتے اور بڑی آسانی سے اپنے ''روزمرہ'' دکھ برداشت کر لیتے ہیں۔ ''خامہ جنگی'' میں چند مختصر خاکے تھے لیکن ''حکایاتِ چوں چناں'' تک آتے آتے شعیب ایک مزاح نگار کے ساتھ ساتھ ایک اعلیٰ درجے کے خاکہ نگار بھی ثابت ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان کے خاکے طویل بھی ہیں اور زیادہ تعداد میں بھی......

''حکایاتِ چوں چناں'' میں ۱۸ مضامین اور ۱۴ خاکے ہیں۔ خاکوں میں علمائے دین، شاعر، ادیب، مزاح نگار سب ایک ہی صف میں کھڑے ہیں...... محمود و ایاز کی طرح۔ اس کتاب میں شعیب کا اسلوب زیادہ نکھرا ہوا نظر آتا ہے۔ ''بزرگ گزشت'' میں لکھتے ہیں:

> ''عمرِ عزیز...... یہی کوئی ستر پچھتر برس۔ موسم سخت گرم جہنم جیسا، برف بیچنے والے پھٹے پر اکڑوں بیٹھے سگریٹ پھونک رہے تھے۔ برف سے اٹھنے والی ٹھنڈک سے ضعیف جسم قدرے راحت محسوس کر رہا تھا مگر برف کی ٹھنڈک انھیں ہر دو چار منٹ کے بعد پہلو بدلنے پر مجبور کر دیتی تھی۔ یہ بزرگ ہمارے ایک قریبی مگر ناداں دوست کے رنجیدہ خاطر والد گرامی تھے اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے ایک عدد سامع کے شکار کے منتظر تھے۔''

ایک اور اقتباس دیکھیے:

> ''ایک شام کے بعد...... دیارِ غیر میں ہمیں خوفناک ایس ایم ایس موصول ہوا کہ پردیسی میاں کل دن دیہاڑے گھر میں ڈکیتی ہوگئی اور ڈکیت حضرات کمال مہارت وحذاقت سے جہاں گھر کا دوسرا سامان لے گئے ہیں، وہاں تمہاری بے زبان کتابیں بھی ساتھ لے گئے ہیں۔'' (چٹھی نہ کوئی سندیس)

خاکہ نگاری میں شعیب یکسر مختلف دکھائی دیتے ہیں۔ اس میں عقیدت، تحسین، محبت، سنجیدگی اور شرارت سب

ایک ساتھ موجود ہے۔ یہ خاکے انھوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری، ملک عبدالغفور انوری (شعیب کے نانا اور امیر شریعت کے انتہائی قریبی ساتھی)، ارشد ملتانی، عاصی کرنالی، اسلم انصاری، امجد اسلام امجد، انور مسعود، والدہ محترمہ، حفیظ الرحمٰن خان، اطہر شاہ خان جیدی، ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور خالد مسعود خان کے لکھے ہیں۔ شعیب اپنے بارے میں بار بار لکھنا پسند کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے بارے میں ایک سے زائد بار لکھا ہے۔ مصنف کا اپنے بارے لکھنا آسان کام نہیں ہے لیکن شعیب اس میں کافی سہولت محسوس کرتے ہیں۔ ''حکایاتِ چوں چناں'' کا آخری خاکہ ''نہ خود بیں نے خدا بیں'' ہے۔ یہ مصنف نے اپنے بارے میں لکھا ہے:

> ''میرا سب سے مختصر تعارف یہی ہے کہ میرا نام شعیب ودود ہے۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ کاموں کا ذکر ہوجائے۔ کام بھی بہت محدود۔ بس یہ کہ دردمندوں سے ضعیفوں سے محبت کرنا، یوں کوئی آدم خاکی ''شعیب محدود'' بھی کہہ کر پکارے تو مجھے ہرگز براماننے کی ضرورت نہیں۔''

اب آخر میں عطاء الحق قاسمی کی رائے جس کی اہمیت کتاب پڑھ چکنے پر اور بڑھ جاتی ہے کہ:

> ''شعیب ودود خود پر ہنسنے کا ہنر بھی جانتا ہے اور جو شخص ایسا کرسکتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ میں اسے ''حکایاتِ چوں چناں'' جیسی کامیاب تخلیق پر مبارک باد دیتا ہوں۔''

(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **چودھری افضل حق اور ان کی تصنیف ''زندگی'' (سوانح اور فکری وفنی مطالعہ)**　　مصنف: ڈاکٹر اسلم انصاری

ضخامت: ۲۸۰ صفحات　　قیمت: ۲۷۵ روپے　　ناشر: دار الکتاب، کتاب مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ملنے کا پتا: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

''زندگی'' ایک انوکھی کہانی ہے۔ دلچسپ اور مربوط۔ لچکیلی ڈالیوں جیسی جھومتی لہراتی نثر میں لکھی گئی کہانی۔ الہڑ تشبیہوں اور البیلے استعاروں کے سات پردوں میں چھپی ایک کتھا ____ جو منظر در منظر طلوع ہوتی ہے۔ یوں جیسے کوئی کنّیا، کوئی روپ وتی اپنا گھونگھٹ اُٹھاتی ہے...... دھیرے دھیرے...... تو اس کی سندرتا کی روشنی ہر طرف پھیلتی ہی چلی جاتی ہے۔ ''زندگی'' کے مصنف کے قلم میں کچھ ایسی ظالم پھبن تھی کہ یہ روپ وتی اُسے دل دے بیٹھی۔ افضل حق کا قلم ایک مہان لیکھک کا قلم تھا۔ انھوں نے حکایت وافسانہ اور قصہ وداستان کے سارے رنگ اور سارے طلسم اس کتھا کنّیا کی جھولی میں ڈال دیے۔ تب ایک ایسی کہانی وجود میں آئی، جس نے اردو ادب میں ہمیشہ کی زندگی پائی۔

جنابِ اسلم انصاری نے اسی ''زندگی'' کی کہانی لکھی ہے۔ کہانی کی کہانی۔ داستان کی داستان۔ اردو فکشن کے کلاسیکی سرمائے کی تفہیمِ نو اور تحسینِ نو، آج کی زبان میں اور آج کے عہد میں کیونکر ممکن ہے؟ جناب اسلم انصاری کی یہ کتاب، اسی سوال کا ایک جواب اور اسی طلب کی ایک تکمیل ہے۔ انصاری صاحب کی یہ تحریر بھی، ہمیشہ کی طرح نہایت عالمانہ، نہایت استادانہ اور نہایت پُر لطف ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ان کی گفتگو سے مہنتائی کی بو تک نہیں آتی۔ ہمارے عہد کے ادبی مہنت، لکھتوں کی ایسی جانچ پرکھ پر قادر ہی کب ہوئے؟ ایسے نقادوں اور محققوں کے دور میں، کہ جو جانچتے کم اور ہانکتے زیادہ ہیں، جناب اسلم انصاری کا وجود بلاشبہ مغتنمات میں سے ہے۔ (تبصرہ: ذوالکفل بخاری)

● **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظامِ امن عالم**   مصنف: مولانا مجاہد الحسینی

ضخامت: ۳۳۶ صفحات قیمت: ۳۰۰ روپے   ناشر: سیرت مرکز، ۶۵۔بی، پیپلز کالونی نمبر ۱، فیصل آباد

قبلہ مولانا مجاہد الحسینی مدظلہ ہمارے عہد کی برکتوں کے باقی رہنے کے اسباب میں سے ایک ہیں۔ آپ نے ایک بھرپور عملی، علمی اور فنی زندگی گزاری ہے۔ مدتوں احرار میں رہے، نوجوانی میں صحافت کی عملی تربیت ایسے بزرگوں کی صحبت میں حاصل کی کہ جن پر خود اردو صحافت کی دینی روایت کو فخر ہے۔ اچھے لوگوں کو سنا، پڑھا اور جی بھر کے سیکھا۔ یعنی مدتے باصحبت گل نشیند اور تاآں کار، اب وہ بہت سے اچھے لوگوں کی اچھی صفات کے مرقع اور پرتو بن چکے ہیں۔ زیرِنظر کتاب ان کے عمدہ صحافیانہ اور علمی ذوق کی ایک دلیل ہے۔

اس کتاب میں آں محترم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظامِ امن عالم کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عشروں سے جاری عالمی بدامنی اس کتاب کی وجۂ تحریر ہے۔ اسی طرح کتاب تحریر کرنے سے ایک مقصود اسلام کے خلاف شروع ہونے والے پراپیگنڈے کا ردّ و جواب بھی ہے۔ کتاب میں اسلامی نظریہ امن تاریخی تناظر میں خود مسلمانوں کے کردار کے ذریعے سے واضح کیا گیا ہے، اُسی طرح دوسرے مذاہب سے متعلق اقوام و افراد خاص طور پر یہود و نصاریٰ کو آئینہ تاریخ میں ان کے اصلی چہرے دکھائے گئے ہیں۔ کتاب کا پورا نام ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام امن عالم اور یہود و نصاریٰ کی مسلم کش تباہ کاریاں'' ہے۔

کتاب کے ہیئتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے موضوع (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام امن عالم) کی بنسبت فاضل مصنف کی زیادہ تر توجہ یہود و نصاریٰ اور اقوامِ مغرب کے سیاہ تاریخی کردار کی طرف رہی ہے۔ یہ موضوع کتاب کے قریباً ۸۰ فیصد صفحوں پر مشتمل ہے، جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام امن عالم کے مطالعے کا خواہاں قاری کسی قدر تشنگی محسوس کرتا ہے۔ بہرحال کتاب اپنے موضوع پر ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

(تبصرہ: صبیح ہمدانی)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
30 اکتوبر 2008ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

ادارہ   مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

اخبارالاحرار

مکتوب جرمنی (ابوالسہیل)

جرمنی بحیثیت مُلک صرف یوروپ ہی نہیں بلکہ دنیا کے اہم معاملات میں دخیل ہے اور دوسری جنگ عظیم کے دوران جس طرح یہ ملک تباہ و برباد ہوا اور ان کھنڈرات پر ایک نئے جرمنی کی تعمیر، اور اس مقام پر پہنچانے میں جس طرح اس ملک کی لیڈر شپ، اور عوام نے مل کر ان تھک محنت کی اور ہر جگہ ملک کے مفاد کو اول رکھا، کاش کہ پاکستانی قوم بھی اس کو مثال بنالے تو وہ ملک دو دہائیوں سے قبل ہی دنیا میں ایک اہم مقام حاصل کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس ملک کے بے شمار وسائل بخشے ہیں، شرط ان وسائل کو مربوط پلاننگ اور اس پر دیانتداری سے عمل کی ہے۔ پاکستانی عوام تو ہمیشہ قربانی دیتے آئے ہیں اور دے رہے ہیں بلکہ اب تو ظلم کی چکی میں پِس رہے ہیں، ملک کی حالت کا سبب ملک کی ۹۵ فیصد قیادت کا بے ایمان، ضمیر فروش، بے غیرت اور ملک کی محبت سے عاری ہونا ہے۔

جرمنی ۱۶ اصوبوں پر مشتمل وفاقی جمہوریہ ہے، اور جرمن آئین میں اختیارات کی متوازن تقسیم اور اس پر دیانتداری سے عمل کی وجہ سے یہ ملک دن بدن مضبوط بن کر اُبھر رہا ہے۔ اس ملک کی آبادی تقریباً ۸ کروڑ بیس لاکھ پچھتر ہزار ہے جس میں سے باسٹھ اعشاریہ چھ فیصد عیسائی (اکتیس اعشاریہ پانچ فیصد کیتھولک اور اکتیس اعشاریہ ایک فیصد پراٹسٹنٹ) ہیں۔ تین اعشاریہ نو فیصد مسلمان ہیں اور صفر اعشاریہ ایک فیصد یہودی ہیں۔ باقی آبادی اپنے آپ کو لامذہب کہتی ہے لیکن رسم و رواج اور کئی معاملات میں چرچ کے زیر اثر ہے۔

مسلمانوں کی زیادہ تر تعداد ترکی مسلمانوں پر مشتمل ہے اسکے بعد افریقی مسلمان (مراکش، الجیریا وغیرہ سے)، اس کے بعد عرب ممالک سے، اس کے بعد ایران سے اور پھر دوسرے ممالک مثلاً ہندوستان، پاکستان وغیرہ سے ہیں مشرقی یورپ سے بھی کچھ لوگ ہیں۔

پاکستانیوں کی تعداد اندازاً اسی ہزار سے ایک لاکھ کے قریب ہوگی۔ جس میں کم و بیش تیس ہزار سے پینتیس ہزار کے درمیان قادیانی ہوں گے اس طرح یورپ میں قادیانیوں نے جرمنی کو بظاہر اپنا مضبوط مرکز بنا لیا ہے۔ یہ منظّم ہیں اور منظّم طور پر اپنے علاقے کے سیاست دانوں، حکام کے ساتھ اپنے آپکو بطور مسلم متعارف کرواتے اور رابطے میں رہتے ہیں۔ مسلمانوں میں اوّل تو اس قسم کی کوئی کوشش منظّم پیمانے پر ہوتی نہیں، اور اگر کوئی کوشش کرے تو اپنے ہی بھائی اس کی ٹانگ کھینچنا شروع کرتے ہیں اور اگر کہیں لوگ تعاون کر دیں تو اس تعاون سے کچھ خود غرض اپنی ذات کو پروجیکٹ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے کئی واقعات کی وجہ سے پاکستانیوں کے درمیان آپس میں بے اعتمادی پھیلی ہوئی ہے اور قادیانی پاکستانیوں کے درمیان نفاق بڑھانے اور پاکستان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے بلکہ موقع پیدا کرتے ہیں، کیونکہ پاکستانیوں کا اتحاد قادیانیوں کے لیے سیاسی، سماجی اور بالخصوص مذہبی طور پر موت کا پیغام ہے۔

ان حالات میں مجلس احرار کی مرکزی قیادت نے طویل مشوروں اور سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا کہ جرمنی میں مجلس احرار کی شاخ قائم کی جائے۔ اوراس کے لیے مجلس احرار کی مرکزی قیادت نے سید منیر احمد شاہ بخاری، سکنہ اوسنابروک، جرمنی کو مجلس احرار، جرمنی کا امیر نامزد کر کے اس مشکل کام کو سرانجام دینے کی ذمہ داری سونپی ہے۔ سید منیر شاہ صاحب سابق قادیانی ہیں اور جب انھوں نے قادیانیت، کفریہ عقائد کی وجہ سے چھوڑی تو اس کے نتیجے میں کافی قربانیاں بھی دیں۔

مجلس احرار کا اصل کام دین اسلام کی تبلیغ اور قادیانی سازشوں سے اسلام اور دنیا کو بچانے کی کوششیں کرنا ہے اس لیے منیر شاہ صاحب کا انتخاب اس لحاظ سے بہترین ہے کہ وہ قادیانی سازشوں کے طریق اور چالوں کو سمجھتے ہیں اس لیے وہ اس کام کے لیے ان شاء اللہ ایک موزوں انتخاب ثابت ہوں گے۔

سید منیر شاہ صاحب قادیانیوں کے خلاف کافی مستعد ہیں اور دلجمعی سے انکا پیچھا کر رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے شہر کی مسلم تنظیموں کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور سازشوں سے باخبر کیا اور ان کو قادیانیوں کے خلاف ایک اتحاد کی لڑی میں پرو دیا۔ اس طرح مسلم تنظیموں نے مشترکہ طور پر شہر کی انتظامیہ کو بتا دیا کہ اگر ہم مسلمانوں کو آپ نے اپنی سرکاری تقریبات میں مدعو کرنا ہے تو قادیانیوں کو آپ بطور مسلمان نہیں بلکہ ایک مذہبی گروپ کے طور پر بلائیں ورنہ مسلمان تقریبات کا بائیکاٹ کریں گے۔ جس کے نتیجہ میں شہر کی انتظامیہ نے آئندہ، سرکاری تقریبات میں قادیانیوں کو بطور مسلمان نہیں بلکہ صرف ایک مذہبی گروپ کے طور پر مدعو کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس طرح سید صاحب دوسری اسلامی مصروفیات میں بھی حتی المقدور ایکٹو ہیں اور قادیانیت کے خلاف جہادِ مسلسل میں مشغول ہیں۔ اگر قارئین نے اس سلسلہ کو پسند کیا اور جاری رکھنے کی خواہش کی تو ہم آپ کو ان شاء اللہ آئندہ بھی یہاں کے مختلف حالات اور سرگرمیوں سے مطلع کرتے رہیں گے۔

احرار رہنما عبداللطیف خالد چیمہ کا دورۂ برطانیہ (رپورٹ: محمد اکرم راہی، گلاسگو)

پاکستان کے سابق صدر ضیاء الحق مرحوم کے دورِ اقتدار میں ۲۶ راپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا تو قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد ربوہ (حال چناب نگر) سے فرار ہو کر خفیہ طور پر لندن پناہ گزین ہوا، اس وقت سے پاکستان میں ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتوں اور شخصیات نے برطانیہ کا خصوصاً رُخ کیا ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۷ء میں قائد احرار ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تحریک ختم نبوت کے ایک متحرک کارکن جناب عبداللطیف خالد چیمہ بھی تشریف لائے، حضرت شاہ صاحب مرحوم اِنتہائی بے تکلف طبیعت کے مالک تھے۔ اُن سے ہماری ملاقاتیں آہستہ آہستہ عقیدت ومحبت کا رنگ اختیار کر گئیں اور یہ تعلق ہماری زندگی کا اثاثہ ہے حضرت شاہ صاحب تو تین دفعہ یہاں برطانیہ تشریف لا سکے لیکن جناب عبداللطیف خالد چیمہ جو ماشاء اللہ اب مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے تقریباً سال میں ایک مرتبہ تشریف لاتے رہتے ہیں حضرت شاہ صاحب مجلس احرارِ اسلام اور تحریک ختم نبوت کی نسبت سے جناب چیمہ صاحب سے ہماری محبت وتعلق اُسی طرح ہے اور وہ بھی ہمارے ساتھ طویل رفاقت کو خوب نبھا رہے ہیں۔ اُن کا یہاں گلاسگو میں مسکن مشہور خاندانی احراری شیخ عبدالواحد کے ہاں ہوتا ہے اور آتے ہی دوستوں سے رابطے، ختم نبوت سے متعلق لٹریچر کی تقسیم اور میڈیا کے حوالے سے دوستوں میں بیداری پیدا کرنا ان کا ذوق بھی ہے اور معمول بھی! رہنے سہنے کھانے پینے اور لباس میں اس قدر زیادہ سادہ ہیں کہ خود مجھے کئی دفعہ عجیب سا محسوس ہوتا ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ بس سب ٹھیک ہے اس دفعہ ۲ راگست کو لندن پہنچے تو

یہاں کے اردو اخبارات میں ان کی خبریں بھی چھپنے لگیں۔ برمنگھم، ہڈرز فیلڈ، راچڈیل، مانچسٹر اور آشٹن انڈر لائن میں مولانا اکرام الحق خیری، مولانا امداد الحسن نعمانی، مولانا محمد قاسم، حافظ محمد اکرم، مولانا محمد اکرم، حاجی رفیق، بھائی علی احمد، محمد ندیم، محمد سعید اور دیگر علماء کرام وساتھیوں سے ملاقاتیں کرتے ہوئے جناب شیخ عبدالواحد کے ہمراہ ۱۱ اگست کو گلاسگو پہنچے تو حافظ ظہور احمد محترم اعجاز نسیم سمیت ہم دوست شدت سے ان کے منتظر تھے وہ آتے ہیں تو دوستوں کی مشترکہ مجلسوں کا ذریعہ بن جاتے ہیں اُنہیں معلوم ہے کہ یہاں کی مصروفیات کو ملحوظ رکھ کر احباب سے کس طرح ملاقاتیں کرنی ہیں! ہماری ان سے زیادہ تر ملاقاتیں پولک شیلڈ لائبریری گلاسگو میں ہوتی ہیں تاہم ان کی گلاسگو سے لندن روانگی سے پہلے وہ برادرم اعجاز نسیم صاحب کے ہمراہ ہمارے گھر بھی تشریف لائے جہاں مختلف موضوعات پر بھرپور نشست ہوئی۔ پاکستان کے حالات کے تناظر میں اُن کا کہنا تھا کہ ''مدینہ منورہ کے بعد پاکستان خالص نظریاتی بنیادوں پر قائم ہونے والا خطہ ہے جو اسلام کے عملی نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا جب تک اسلام کو بطور نظامِ حیات پاکستان میں نافذ نہیں کیا جاتا کسی صورت اِس کی سلامتی و بقاء ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے بغیر امن نصیب ہوگا۔ ان کا کہنا تھا کہ قرآنی وآسمانی تعلیمات ہی پوری دنیا کے مسائل کا حل ہے اور بقول حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ ''مخلوق پر جب تک خالق کا نظام نافذ نہ ہوگا دنیا میں امن نہ ہوگا'' اُن کا اِصرار تھا کہ نئی حکومت پرویزی پالیسیوں کے تسلسل کو قائم رکھے گی اور امریکن ایجنڈے کو ہی آگے بڑھائے گی وہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں قادیانی اِرتدادی سرگرمیوں پر بے حد پریشان نظر آرہے تھے اور کہہ رہے تھے دنیا میں لڑائی کے ہتھیار اور مورچے تبدیل ہوگئے ہیں قادیانی پوری دنیا میں لابنگ اور میڈیا کے ذریعے پاکستان کی پالیسیوں تک اثر انداز ہونے لگے ہیں عوام کی غربت اور دینی سے ناواقفیت امیگریشن سپورٹ اور این جی اوز کے ذریعے تعلیمی وفلاحی کاموں کی آڑ میں وہ سادہ لوح عوام اور نوجوانوں کو گمراہ کر کے مرتد بنانے میں لگے ہوئے ہیں جبکہ اکثر دینی حلقے ابھی تک روایتی کام اور جذباتیت سے باہر نکلنے کے لیے تیار نہیں! اُن کا موقف تھا کہ برطانیہ کے مقامی قوانین کو ملحوظ رکھ کر ابھی بھی کام کرنے کے بہت مواقع موجود ہیں لیکن اس کے لیے ایک سلیقے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے سب دوستوں کو یورپ میں قادیانی سرگرمیوں اور طریقۂ واردات پر گہری نظر رکھنے اور تحریک ختم نبوت کے کام کو منظّم کرنے پر زور دیا، ہمیں محسوس ہو رہا تھا کہ ان کو اِس بات کا گہرا احساس تھا کہ یورپین ممالک میں ختمِ نبوت کے کام کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ جرمنی سے سابق قادیانی رہنما شیخ راحیل احمد اور جرمنی مجلس احرارِ اسلام کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری اٹلی میں ڈاکٹر جاوید کنول سے اس بابت ان کا رابطہ بھی ہوا جبکہ بیلجیئم سے ختم نبوت سنٹر کے ذمہ دار جناب ملک محمد افضل نے لندن میں عالمی مبلغ ختم نبوت محترم عبدالرحمٰن باوا کے ہاں ان سے ملاقات بھی کی۔ جہاں محترم قاری محمد عمران خان جہانگیری بھی موجود تھے اور ان سب حضرات نے مستقبل میں اِس حوالے سے کام کو منظّم کرنے کے لیے ضروری مشاورت بھی کی اس طرح دیگر یورپین ممالک سے بھی خالد چیمہ صاحب کو دعوت دی گئی کہ وہ آئندہ سفر میں برطانیہ کے ساتھ دیگر یورپین ممالک کا بھی دورہ کریں۔ انھوں نے مانچسٹر کے قریب سٹاک پورٹ میں مسلم کمیونٹی ٹرسٹ، گلاسگو میں پیزلی روڈ ویسٹ کی مسجد اور ختمِ نبوت اکیڈمی فاریسٹ گیٹ لندن میں ''تحفظِ ختمِ نبوت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان سے اجتماعات سے خطاب بھی کیا جہاں انھوں نے کہا کہ ''منکرینِ ختمِ نبوت'' کینئے طریقوں سے دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ فتنۂ ارتداد مرزائیہ کی تباہ کاریوں اور گھناؤنی سازشوں سے امت کو بچانے کے لیے ہمیں منظّم اور جدید بنیادوں پر مربوط نیٹ ورک کے ساتھ کام کرنا ہوگا اور اس کے لیے نوجوان اور تعلیم

یافتہ افراد کو تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے قادیانی تحریروں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا ہے کہ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

☆☆☆

ملتان (۲۹/اگست) الفرقان الحق نامی جعلی قرآن یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی مشترکہ سازش ہے۔ ۷۷ سورتوں اور ۳۶۴ صفحات پر مشتمل الفرقان الحق نامی جعلی قرآن کا انٹرنیٹ اور سی ڈیز کے ذریعے نشر ہونا خالصتاً یہود و نصاریٰ اور ان کے پروردہ قادیانی ٹولے کی سازش ہے اور اس کے ذریعے سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار تحریک طلباء اسلام ملتان کے رہنماؤں نے نماز جمعہ کے بعد دارِ بنی ہاشم میں منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انھوں نے کہا کہ جیسے مسیلمہ کذاب نے قرآن کریم میں تحریف کرنے کی کوشش کی تھی۔ اسی طرح سے ان لوگوں نے بھی قرآن میں تحریف کی اور قرآن و شریعت کی حدود کو بدلنے کی ناکام کوشش کی۔ انھوں نے کہا کہ میڈیا کے ذریعے مسلمانوں کو بین المذاہب ہم آہنگی کا درس دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسلام دشمنوں کی طرف سے قرآن کریم کو بدلنے کی اس جسارت پر ان سے کیا ہم آہنگی ہو سکتی ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ سب یہود و نصاریٰ اور ان کے ایجنٹ قادیانیوں کی سازش اور طے شدہ منصوبہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس من گھڑت جعلی قرآن میں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے قوانین، اصول وضوابط اور حدود میں تحریف کی گئی ہے۔ اجلاس میں تحریک طلباء اسلام کے امیر، علی مردان قریشی، سیکرٹری جنرل حافظ اخلاق احمد، ناظم نشریات سید عطاء المنان بخاری، فرحان الحق حقانی، مولوی محمد سلیمان یمنی اور قاری مظفر خان نے خطاب کیا۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (یکم ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ برطانوی مسلمان پاکستان کے مخدوش سیاسی حالات کی وجہ سے بے حد پریشان ہیں۔ جنرل پرویز مشرف سے نجات کے بعد وطن عزیز کے سیاسی مستقبل کے بارے تارکینِ وطن زیادہ فکر مند ہیں۔ ان کی اکثریت پاکستانی حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں، سیاسی اقربا پروری، لوٹ کھسوٹ کے نظام اور معاشی عدم استحکام کی پالیسیوں کے تسلسل سے مکمل نالاں بلکہ دل برداشتہ ہیں اور سرکاری ناقص پالیسیوں کی وجہ سے وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے اور پاکستان آنے سے بھی گریزاں ہیں۔ وہ تین ہفتے سے زائد برطانیہ کے دورے سے واپسی پر اخبار نویسوں سے گفتگو اور دفتر احرار میں احرار کارکنوں سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ برطانوی مسلمان بہت سی مشکلات کے باوجود اپنی نئی نسل کے مستقبل کے حوالے سے بے حد پریشان ہیں اور آہستہ آہستہ دین سے رجوع اور اپنے کلچر سے وابستگی کی طرف بڑھ رہے ہیں جبکہ برطانوی قوانین کو ملحوظ رکھتے ہوئے دینی اداروں اور مساجد کی تعداد میں بھی دن بدن اضافہ ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں غیر مسلم بھی اسلامی و آسمانی تعلیمات سے متاثر ہو کر شعوری طور پر مسلمان ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعے کا ذوق غیر مسلموں میں بھی بڑھ رہا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ قادیانی اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے پوری دنیا میں لوگوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اسلام کے نام پر کفر و ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ قادیانی ٹی وی چینل (M.T.A) قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی اسلام

کے نام پر تشہیر کر رہا ہے جبکہ اس صورتحال کے سد باب کے لیے بعض برطانوی حلقے اور افراد منصوبہ بندی کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد میڈیا کے حوالے سے کوئی فیصلہ سامنے آجائے گا۔ ایک سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ میڈیا کے حوالے سے بعض ذمہ دار مسلم رہنماؤں سے صلاح مشورے بھی ہوئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ فتنہء اِرتداد مرزائیہ کی تباہ کاریوں اور گھناؤنی سازشوں سے امت کو بچانے کے لیے ہمیں منظم اور جدید بنیادوں پر مضبوط نیٹ ورک کے ساتھ کام کرنا ہوگا اور اس کے لیے برطانیہ کے علاوہ جرمنی، بیلجیم، اٹلی اور ڈنمارک میں بھی کام کا آغاز ہو چکا ہے اور آئندہ سال ان شاء اللہ تعالیٰ دیگر یورپی ممالک میں بھی اجتماعات ہوں گے۔ ایک اور سوال کے جواب میں انھوں نے بتایا کہ بیرونی دنیا میں وہاں کے قوانین کو ملحوظ رکھ کر کام کرنے کے مواقع بھی موجود ہیں اور اگر کام کو مکمل طور پر پُرامن رکھا جائے تو عام طور پر کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہوتی۔ تاہم یہاں کے کام اور بیرون ممالک کے کام کے انداز میں بہت فرق ہے اور وہاں سلیقے سے کام کرنے کی اشد ضرورت مزید بڑھتی جا رہی ہے۔ انھوں نے بتایا کہ پاکستانی پارلیمنٹ میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے ۷/ستمبر اتوار کو پاکستان کے ساتھ ساتھ برطانیہ سمیت دنیا کے متعدد مغربی ممالک میں بھی ''یوم تحفظِ ختم نبوت'' (یوم قرار دادِ اقلیت) منایا جائے گا۔ خالد چیمہ نے تمام مکاتبِ فکر اور دینی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ رمضان المبارک کے باوجود ''یوم تحفظِ ختم نبوت'' کے سلسلہ میں تقریبات کا اہتمام کریں۔ انھوں نے مجلس احرارِ اسلام کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی کہ وہ ۷/ستمبر کو بعد از نمازِ فجر، بعد از نمازِ عصر اور بعد از نمازِ تراویح اِس سلسلہ میں تقریبات و اجتماعات منعقد کریں اور افطار تقریبات کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اس دن کو منانے کا اہتمام کریں اور تحریک ''تحفظِ ختم نبوت'' کا پیغام پوری دنیا تک پہنچائیں۔

☆☆☆

چنیوٹ (۵/ستمبر) مرکزِ احرار مدنی مسجد چنیوٹ میں سالانہ ''ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ منکرین ختم نبوت کی ریشہ دوانیوں کے خلاف پرامن جدوجہد جاری رکھے گی اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی نظام کے نفاذ کے بغیر ہمارے مسائل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔ انھوں نے کہا کہ شہداء ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے مقدس خون کا صدقہ ہے کہ قادیانی ارتداد کے خلاف پوری دنیا میں کام پھیل رہا ہے۔ قائد احرار نے کہا کہ قادیانیت کا شجرۂ نسب یہودیت سے ملتا ہے اور قادیانی جماعت کے اسرائیلی حکام سے خطرناک حد تک خفیہ مراسم ہیں۔ قادیانیوں کو اپنی اسلامی و آئینی حیثیت تسلیم کر لینی چاہیے ورنہ محاذ آرائی کی موجودہ کیفیت ختم نہیں ہوسکتی۔ پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ قادیانی چناب نگر میں دن رات امتناع قادیانی ایکٹ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور چناب نگر کے اردگرد مہنگے داموں وسیع رقبے خرید کر خالص اسرائیل کی طرز پر اپنی ریاست قائم کرنے کی طویل دورانیے والی منصوبہ بندی پر عمل کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام ملک وملت کے خلاف قادیانی سازشوں کو ناکام بنا دے گی اور اکابر احرار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ صوفی محمد علی احرار نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس کا تحفظ مسلمان کا بنیادی حق ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا جائے۔ تحریک طلباء اسلام چنیوٹ کے امیر مہر ساجد علی نے کہا کہ قادیانی اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کا فرض بنتا ہے کہ قادیانیوں کو اسلام کا نام استعمال کرنے سے روکے۔ انھوں نے کہا کہ مخلوط طرزِ انتخاب کو نئے آئینی

پیکیج کے ذریعے ختم کر دینا چاہیے اور جداگانہ طرز انتخاب کو بحال کیا جانا چاہیے۔ مولانا محمد طیب چنیوٹی اور دیگر مقررین نے کہا کہ پیپلز پارٹی اور ن لیگ سمیت تمام قومی وسیاسی جماعتوں اور سیاست دانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد کا کھل کر ساتھ دینا چاہیے اور پیپلز پارٹی کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر تاریخی کارنامہ سرانجام دیا تھا۔ اب پیپلز پارٹی اور دیگر سیاسی قوتوں کو کھل کر قادیانیوں کی سرگرمیوں کا تنقیدی جائزہ لینا چاہیے۔ یہ اہل اسلام کے دل کی آواز ہے۔ کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے انڈونیشیا کے مسلمانوں کی قادیانیوں کے خلاف تحریک کی مکمل تائید وحمایت کا اعلان کیا گیا اور کہا گیا کہ جہاں جہاں فتنہ ارتداد پہنچا وہاں وہاں مجاہدین ختم نبوت بھی سرگرم عمل ہیں۔ مختلف قراردادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے، ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے، سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے، قادیانی اخبارات وجرائد اور رسائل کے ڈیکلریشن منسوخ کیے جائیں، تعلیمی نصاب سے غیر اسلامی مواد خارج کیا جائے اور عقیدۂ ختم نبوت اور جہاد کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے۔

☆☆☆

تلہ گنگ (۵؍ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب ناظم مولانا محمد مغیرہ دوروزہ تنظیمی وتبلیغی دورہ پر تلہ گنگ تشریف لائے۔ انھوں نے کارکنوں سے رابطہ وملاقات کے بعد جامع مسجد ابوبکر صدیق میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ تحریک ختم نبوت میں مجلس احرار اسلام کے بنیادی کردار پر روشنی ڈالی۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے قادیانیوں کے بارے میں قومی اسمبلی کے تاریخ ساز فیصلے کی تفصیلات بیان کیں۔ انھوں نے کہا کہ ۷؍ستمبر یوم تحفظ ختم نبوت ہے۔ اس دن مسلمانوں کو جو فتح حاصل ہوئی تھی اُسے یاد رکھنا چاہیے۔ مسلمان، قادیانیوں کی اسلام اور وطن کے خلاف سازشوں کو ناکام بنادیں۔

☆☆☆

لاہور (۶؍ستمبر) کل جماعتی مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت کے سربراہ مولانا خواجہ خان محمد (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ، کندیاں) اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی آئینی حیثیت اور پارلیمنٹ میں غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے حوالے سے ۷؍ستمبر کے تاریخی دن کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ دراصل یہ تاریخ ساز دن اس عہد کی تجدید کا دن ہے کہ مسلمان تحفظِ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو کر بھی اس پر آنچ نہیں آنے دیں گے اور انکارِ ختمِ نبوت پر مبنی فتنوں کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانے کے لیے آئینی جدوجہد کرتے رہیں گے۔ مولانا خواجہ خان محمد نے آج کے دن کے حوالے سے مسلمانوں کے نام اپنے پیغام میں کہا ہے کہ ایک طویل جدوجہد کے بعد ۳۴ سال قبل تحریکِ ختمِ نبوت نے ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ کے فلور پر جو تاریخی کامیابی حاصل کی تھی۔ اس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک نیا حوصلہ دیا تھا اور اس فیصلے سے یہ بھی ثابت ہو گیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی امت مرتدہ اپنے دجل و تلبیس کو چھپا کر مسلمانوں کو ورغلا نہیں سکتی۔ ہمیں اس فیصلے کی روشنی میں اپنی جدوجہد کو اکابر کی روایات کے مطابق عالمی سطح پر اور زیادہ منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ۱۹۵۳ء کے حکمرانوں نے تحریکِ مقدس تحفظِ ختم نبوت کو تشدد کے ذریعے کچل کر ملک میں قادیانی اقتدار کی راہ ہموار کرنے کی کوشش کی لیکن دس ہزار شہداء ختم نبوت کے مقدس خون

کے صدقے ۱۹۷۴ء میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے اگر اکابر احرار ریاستی جبر و استبداد اور قادیانی ریشہ دوانیوں کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرتے تو قادیانی اقتدار پر قابض ہوجاتے۔ انھوں نے تمام مسلمانوں سے بالعموم اور دینی کارکنوں سے بالخصوص پر زور اپیل کی کہ وہ فتنۂ اِرتدادِ مرزائیہ کے مکمل خاتمے کے لیے آج کے دن تجدید عہد کریں نیز سیاسی و معاشرتی سطح پر بھی قادیانی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں، مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے آج کے دن کے حوالے سے کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت ایک طویل جدوجہد کے بعد ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ کے اندر اس تاریخ ساز فیصلے اور کامیابی سے ہمکنار ہوئی جس کا آغاز ہندوستان میں تمام مکاتبِ فکر کے علماء حق، ڈاکٹر علامہ محمد اقبال مرحوم اکابر احرار اور مجاہدین ختم نبوت نے کیا تھا اور اس کے لیے مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دیں۔ چنانچہ آج کا دن متقاضی ہے کہ ہم ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کے حوالے سے بننے والے قوانین کے دفاع اور اس سلسلہ میں مزید پیش رفت کے لیے کمربستہ ہوجائیں اور آئندہ نسلوں تک اس پیغام کو منتقل کرنے کے لیے تعلیم و تربیت اور میڈیا سمیت تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لانے کے لیے مؤثر طریق کار اپنائیں۔

سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس لاہور

لاہور (۷؍ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن میں ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ دین اسلام کی اساس ہے۔ اس عقیدے کے تحفظ کے لیے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں شہداء نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا جس کے نتیجے میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ کے فلور پر طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ انھوں نے کہا کہ ۷؍ستمبر کا دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مسلمان تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کی مضبوط ترین قدر مشترک پر اکٹھے ہوجائیں اور مرزائیوں کی چالوں اور سازشوں کو سمجھ کر اپنا لائحہ عمل طے کریں۔ انھوں نے کہا کہ بعض قوتیں اس آئینی فیصلے کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔ ان شاء اللہ ایسی تمام قوتیں ناکام و نامراد ہوں گی اور مجاہدین ختم نبوت کامیاب و کامران ہوں گے۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب ناظم سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کفر و ارتداد پھیلا رہے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کی تنظیمیں اس فتنے کی سرکوبی کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہیں اور قادیانیوں کی حقیقت سے دنیا کو آگاہ کررہی ہیں۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیوں نے پاکستان کو کبھی بھی سچے دل سے تسلیم نہیں کیا اور وہ اب بھی پاکستان کی سلامتی کے خلاف مستقل سازشوں میں مصروف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ قادیانی ملک و ملت دونوں کے غدار ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے حکمرانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو ملک دشمن، ختم نبوت کا منکر، یہودیوں کا ایجنٹ اور اپنی پھانسی کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ صدر آصف علی زرداری اور وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو نہیں بھولنا چاہیے کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے دشمن ہیں۔ قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ آج کا دن یادگار ہے کہ اس دن حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اکابر احرار اور شہدائے ختم نبوت کی بے مثال قربانیاں رنگ لائیں، مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ انھوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں بین الاقوامی تناظر میں ہونے والی ملک دشمن قادیانی چالوں کو پہچاننے اور ان کا بھرپور مقابلہ کرنے کے لیے وسیع البنیاد سنجیدہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ کانفرنس سے مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں میاں

محمد اویس، ملک محمد یوسف، چودھری محمد اکرام احرار، محمد یاسر عبدالقیوم اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس میں متعدد قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ فوج و سول کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ قادیانیوں کو شعائر اسلامی سے استعمال سے روکنے کے لیے امتناع قادیانیت آرڈیننس ۱۹۸۴ء پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆☆☆

ملتان (۷ ستمبر) ۷ ستمبر کے حوالے سے ملک بھر میں ''یومِ تحفظ ختم نبوت'' (یوم قراردادِ اقلیت) جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ تحریک طلباء اسلام ملتان کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم ملتان میں اجتماع منعقد ہوا۔ جس میں طلباء رہنماؤں علی مردان قریشی، سید عطاء المنان بخاری، محمد فرحان الحق حقانی، حافظ اخلاق احمد، مولوی محمد سلیمان یمنی، قاری مظفر خان اور محمد اعجاز نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ ۷ ستمبر کا دن ہمیں اپنے مقصد پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے اور نظریاتی و فکری وابستگی کو اور زیادہ مضبوط بنانے کا درس دیتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی ملک کے اقتدار پر قبضہ کر کے اسے قادیانی اسٹیٹ بنانے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ پاکستان کے کلیدی عہدوں پر تعینات قادیانی ملک میں دہشت گردی اور انتشار پھیلا کر اپنے ملک دشمن عزائم کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری دنیا میں قادیانی دجل و تلبیس اور مکر و فریب کا سیاسی سطح پر بھی تعاقب کیا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۷ ستمبر) ''یوم تحفظِ ختم نبوت'' (یوم قراردادِ اقلیت) کے حوالے سے چیچہ وطنی میں دو اجتماعات مجلس احرار اسلام کے زیرِ اہتمام منعقد ہوئے جبکہ تیسرا اجتماع تحریک طلباء اسلام کے زیرِ اہتمام منعقد ہوا مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم میں مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کی زیر صدارت منعقدہ اجتماع سے عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے مقامی امیر شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، مولانا محمد اسحاق ظفر، مسلم لیگ (ن) کے رہنما شیخ عبدالغنی، تاجر رہنما شیخ محمد حفیظ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۷ ستمبر یوم فتح مبین ہے۔ اس روز اکابر احرار اور علامہ محمد اقبال مرحوم کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا مقررین نے کہا کہ تحریک ختم نبوت نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اسمبلی کے فلور پر کامیابی حاصل کی تھی جبکہ تمام دینی و سیاسی مکاتب فکر کی تائید و حمایت بھی ان کو حاصل تھی مقررین نے کہا کہ یہ مسئلہ بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں حل ہوا اور خود بھٹو نے کہا تھا کہ '' قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے''۔ مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ امتِ مسلمہ کا ایمان ہے جبکہ لادین قوتیں، سیکولر لابیاں اور بین الاقوامی ادارے قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ تحریک طلباء اسلام کے زیرِ اہتمام اس سلسلہ کی تقریب میں حافظ محمد معاویہ، حافظ محمد آصف سلیم، محمد قاسم چیمہ، محمد عمیر چیمہ اور دیگر طالب علم رہنماؤں نے خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت اور قادیانی ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالی طالب علم رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ قائد اعظم میڈیکل کالج بہاولپور سمیت کئی دیگر تعلیمی اداروں میں بڑھتی ہوئی قادیانی ارتدادی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیا جائے۔ راولپنڈی میں تعمیر ہونے والی قادیانی عبادت گاہ کو مسمار کیا جائے۔ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق تفصیلی مواد ہر سطح کے تعلیمی نظام میں شامل کیا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۷رستمبر) ۷رستمبر۱۹۷۴ء کے تاریخی دن کے حوالے سے ملک گیر سطح پر تین روزہ اجتماعات کے آغاز پر مرکز احرار مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی میں جمعۃ المبارک کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ امتِ مسلمہ کے لیے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی عقیدہ کے تحفظ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگ یمامہ اور دس ہزار فرزندانِ توحید نے ۱۹۵۳ء میں اپنے مقدس خون کی قربانی دی۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی نے طویل بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروپس کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں ہونے والے اس تاریخی فیصلے کے بعد پوری دنیا پر اس کے مثبت اثرات مرتب ہوئے اور مرزائیت جیسے ناسور کو امتِ مسلمہ سے الگ تصور کیا جانے لگا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی نہ صرف مذہبی طور پر بلکہ سیاسی ومعاشرتی سطح پر بھی مسلمانوں سے الگ حیثیت رکھتے ہیں بھٹو مرحوم جیسے حکمران نے علامہ اقبال مرحوم اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم جیسے زعماء کے خواب کی آئینی تعبیر کرتے ہوئے ان کو اقلیت قرار دیا۔ آج کی پیپلز پارٹی اور سیاسی قوتوں کو چاہیے کہ وہ ہچکچاہٹ کے بغیر بھٹو مرحوم کے اس کارنامے کو بھی یاد رکھیں اور پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ سمیت تمام سیاسی قوتوں کو قادیانی ریشہ دوانیوں اور اسلام ووطن دشمن سرگرمیوں کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب کے لیے موت کی سزا کا قانون اسلامی والہامی ہے اس قانون کو ختم کرنے کی بات کرنے والے دراصل کفر وارتداد اور زندقہ کی حوصلہ افزائی کررہے ہیں۔ اب بھی ملک کے خلاف ہونے والی سازشوں میں قادیانی اور لادین قوتیں کارفرما ہیں۔ ان کا تدارک ہر محبِّ وطن کا فرض اولین ہونا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ پرویز مشرف کے دورِ اقتدار میں قادیانی فتنے کو باقاعدہ پرموٹ کیا گیا اور سیاسی سطح پر قایانیوں کے عمل دخل کو بڑھایا گیا۔ اب بھی فوج اور سول کے اہم عہدوں پر مسلط قادیانی بعض سیاسی قوتوں کی ”پناہ گاہوں“ میں بیٹھ کر ملک وملت کے خلاف سازشوں کے نئے جال بن رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ بعض قوتیں قادیانیوں والی آئینی ترمیم کو سبوتاژ کرانے کے لیے مسلسل سرگرم ہیں۔ ان شاءاللہ تعالیٰ ایسی قوتیں ناکام ونامراد رہیں گی۔ علاوہ ازیں ساہیوال میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے ضلعی امیر قاری منظور احمد طاہر، مولانا عبدالستار اور قاری سعید ابن شہید نے اپنی اپنی مساجد میں ۷رستمبر کے حوالے سے تحفظِ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت اور قادیانی ریشہ دوانیوں پر روشنی ڈالی۔

☆☆☆

کراچی (۷رستمبر) مجلس احرار اسلام کراچی کے زیر اہتمام ۷رستمبر کو یوم تحفظ ختم نبوت منایا گیا۔ احرار رہنماؤں شفیع الرحمٰن احرار، مولانا احتشام الحق، مفتی فضل اللہ حمادی، مولانا عبدالغفور مظفرگڑھی، علامہ مفتی ہارون مطیع اللہ اور قاری علی شیر نے شہداءِ ختم نبوت کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کی اور اُن کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ یومِ تحفظ ختم نبوت پر ہم تجدید عزم کرتے ہیں کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے محاسبہ وتعاقب کے کام کو تیز سے تیز تر کیا جائے گا۔

☆☆☆

ساہیوال (۹رستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت سے متعلقہ قوانین اور مرزائیوں سے متعلقہ قرار دادِ اقلیت کو ختم کروانے کے لیے بڑی گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ قوم نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں بڑی

قربانیوں کے بعد ۷/ستمبر ۱۹۷۴ءکو قومی اسمبلی کے فلور پر یہ کامیابی حاصل کی تھی۔ وہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ الطاف حسین ایک بین الاقوامی سازش کے تحت قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ قرار دے رہے ہیں اور بعض دین و وطن دشمن لابیوں کے آلہ کار بن کر پاکستان اور مسلمانوں کے متفقہ عقائد کے خلاف بیان بازی کر کے اپنے آقاؤں کا حق الخدمت ادا کر رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ علیحدگی پسندی، علاقائیت اور لسانی تحریکیں ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں حکومت اِن خطرات سے نمٹنے کی بجائے وزیرستان میں نہتے عوام کو گولیوں سے بھون رہی ہے۔ مجلس احرارِ اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ۱۹۷۴ء میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو اسمبلی کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملت اسلامیہ کے عقائد وافکار کی ترجمانی کی تھی جبکہ آصف علی زرداری ایوانِ صدر میں قادیانی تسلط قائم کر کے عقیدۂ ختم نبوت سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ملک کے اعلیٰ ترین عہدے قادیانیوں کے سپرد کیے جا رہے ہیں۔ انھوں نے ننکانہ صاحب کے قریب چک نمبر ۴ گ ب میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے محمد مالک کے المناک واقعہ پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ حکمران قادیانیوں کی مکمل پشت پناہی کر کے مسلمانوں کے احساسات کو ذبح کر رہے ہیں۔ یہ تاریخ کی بدترین قادیانیت نوازی ہے۔ انھوں نے مطالبہ کیا کہ محمد مالک کے اندوہناک قتل میں ڈی پی او، ایس ایچ او اور دیگر ذمہ دار اہل کاروں کو شاملِ تفتیش کیا جائے اور قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔

☆☆☆

کراچی (۱۴/ستمبر) مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے اپنے تین روزہ تنظیمی دورہ پر احرار کارکنوں، علماء اور دیگر احباب سے ملاقاتیں کیں۔ انھوں نے قاری علی شیر کے مدرسہ تعلیم القرآن میں نمازِ تراویح کے بعد اجتماع سے خطاب کیا۔ مفتی ہارون مطیع اللہ، مفتی فضل اللہ حمادی اور مفتی عطاء الرحمٰن قریشی سے ملاقاتیں کیں۔ احرار کارکنوں سے خطاب اور تنظیمی امور پر تبادلۂ خیال کیا۔ انھوں نے کہا کہ عالمی استعمار اور اس کے ایجنٹ قادیانیوں کو پاکستان کے اقتدار پر قابض کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے حکومت کو خبردار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ قادیانی سازشوں کا نوٹس لیا جائے اور ان کی بڑھتی ہوئی ملک دشمن سرگرمیوں کو روکا جائے۔ انھوں نے کہا کہ احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کارکن قادیانیوں کا بھرپور تعاقب کریں گے۔ سید محمد کفیل بخاری اپنا تین روزہ دورہ مکمل کر کے لاہور روانہ ہو گئے۔

مجاہدِ ختم نبوت اخلاق احمد کی رہائی

ساہیوال (۲۳/ستمبر) فیصل آباد کے رہائشی اخلاق احمد کو ۲۳/ستمبر کو سنٹرل جیل ساہیوال میں رہا کر دیا گیا۔ وہ ۱۹۹۴ء میں فیصل آباد میں قادیانی مسلم تصادم کے نتیجے میں ایک مقدمہ میں گرفتار کر لیے گئے تھے۔ رہائی کے بعد وہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال پہنچے جہاں قاری سعید ابن شہید اور دیگر حضرات نے استقبال کیا۔ بعدازاں وہ اپنے بھائی اعجاز احمد اور دیگر حضرات کے ہمراہ قاری سعید ابن شہید کی معیت میں چیچہ وطنی عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ دفتر احرار چیچہ وطنی میں اُن کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر جناب صوفی غلام رسول نیازی کے بھتیجے عبدالقدوس نیازی بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ قاری محمد قاسم، مولانا منظور احمد، حافظ حبیب اللہ رشیدی، بھائی محمد رمضان اور شاہد حمید بھی اس موقع پر موجود تھے۔ قاری محمد قاسم نے دعائے خیر کرائی اور احرار ساتھیوں نے ان کو رخصت کیا۔ قائد احرار سید

عطاءالمہیمن بخاری اور سید محمد کفیل بخاری نے اخلاق احمد کی درازیٔ عمر و استقامت کے لیے دعا کی ہے۔

انڈونیشیا کے علماء نے قادیانیوں کو مرتد قرار دے دیا

جکارتہ (ثناء نیوز) انڈونیشیا کے ہزاروں مسلمانوں نے جکارتہ میں احتجاج کیا اور قادیانی فرقہ کو علماء نے ''مرتد'' قرار دیا ہے اور حکومت سے ان پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا۔ قادیانی فرقہ کے خلاف قصرِ صدارت کے سامنے احتجاج کے دوران لیڈر حبیب رزیق شہاب کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ رزیق پر ایک مقدمہ چل رہا ہے۔ ان پر الزام ہے کہ ان کے سینکڑوں لاٹھی بردار حامیوں نے گزشتہ یکم جون کو مذہبی رواداری کے سلسلے میں نکالی گئی ریلی پر حملہ کر دیا تھا، جس میں کئی افراد زخمی ہوئے تھے۔ حکومت انڈونیشیا نے گزشتہ 9 جون کو ایک فرمان (فتویٰ) جاری کرتے ہوئے قادیانیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنی تمام سرگرمیاں بند کر دیں اور اسلام کے اصل دھارے میں واپس آ جائے، بصورت انھیں پانچ سال کی قید کا سامنا کرنا ہوگا اور اس کے گروپ کو تحلیل کر دیا جائے گا۔ قدامت پسندوں کے گروپ نے اس فرمان پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ ناکافی ہے، حکومت اس فرقہ کو تحلیل کر دے یا اس پر امتناع عائد کر دے۔ انڈونیشیا علماء کونسل نے کہا ہے کہ اس فرقہ کے لوگ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزماں ماننے کی بجائے مرزا غلام احمد (قادیانی) کو آخری نبی مانتے ہیں جو ۱۹۰۸ء میں بھارت میں فوت ہوا تھا۔ (روزنامہ ''جنگ'' ملتان، ۲۹/ اگست ۲۰۰۸ء)

کیو ایم سی کو قادیانیوں کا مرکز بنانے کی سازش ہو رہی ہے

بہاول پور (بیورو رپورٹ) قائد اعظم میڈیکل کالج کو قادیانیوں کا مرکز بنانے کی سازش کی جا رہی ہے اور دو ڈاکٹروں سمیت ۲۷ طالب علم قادیانیت کے پرچار سے معصوم طلبہ و طالبات کے ذہنوں کو پراگندہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں جبکہ نشاندہی کے باوجود کالج کی انتظامیہ اس سلسلہ میں کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھا رہی۔ یہ بات مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی امیر محمد اسحاق ساقی نے مولانا محمد صہیب، مولانا محمد یوسف، مولانا محمود اور مولانا اسد مظہر کے ہمراہ بہاول پور پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس عمومی کے پنجاب سے رکن مولانا السید مظہر اسعدی بھی موجود تھے۔ انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر سہیل اور لیڈی ڈاکٹر مریم ۲۷ قادیانی طالب علموں کے ہمراہ قائد اعظم میڈیکل کالج میں اپنے مذہب کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں جس سے کیو ایم سی کے طالب علموں میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے جبکہ معصوم طالب علموں کو ٹریپ کیا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس سلسلہ میں جب پرنسپل کیو ایم سی سے رابطہ کیا گیا تو انھوں نے قادیانیت کو مذہب کی بجائے فرقہ قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانیت کے خلاف ملک بھر کی تمام مذہبی جماعتوں میں اتفاق ہے اور اگر حالات کو درست نہ کیا گیا تو اس کی تمام تر ذمہ داری مقامی انتظامیہ اور کالج کے پرنسپل کی ہوگی۔ انھوں نے ضلعی اور کالج انتظامیہ کو حالات کی اصلاح کے لیے تین دن کا نوٹس دیا اور کہا کہ اگر اس کا نوٹس نہ لیا گیا تو تمام تر ذمہ داری ان پر ہوگی۔ (روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان، ۳/ ستمبر ۲۰۰۸ء)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆معروف شاعر اور محقق، ہمارے مہربان جناب جعفر بلوچ ۲۷/ اگست ۲۰۰۸ء کو لاہور میں رحلت فرماگئے۔
☆بزرگ شاعر اور عالم دین، حافظ محمد ظہور الحق، راول پنڈی میں ۱۹/ اگست ۲۰۰۸ء کو انتقال فرما گئے۔ وہ ''نقیبِ ختم نبوت'' کے قدیم قلمی رفقاء میں سے تھے۔ منفرد اسلوب کے شاعر اور نثر نگار محمد اظہار الحق، حافظ صاحب کے فرزند ہیں۔
☆ہمارے کرم فرما معروف افسانہ نگار، محقق اور نقاد جناب جاوید اختر بھٹی (ملتان) کے بڑے بھائی ریاض احمد خان مرحوم ۲۶/ اگست ۲۰۰۸ء کو اچانک انتقال کر گئے۔
☆مشہور عالم دین، جامعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے مہتمم اور سابق جہادی رہنما مولانا قاری محمد اشرف ۳۰/ اگست کو انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ چک نمبر ۶۰۔ ای بی، عارف والا میں ادا کی گئی۔ جس میں علاقہ سے علماء کرام اور دینی کارکنوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مجلس احرار اسلام اور دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے اساتذہ نے بھی شرکت کی۔
☆ملتان میں ہمارے کرم فرما جناب محمد نعیم نقوی کی اہلیہ مرحومہ ☆جناب پروفیسر محمد نواز خان (مہربان کالونی، ملتان) کی اہلیہ مرحومہ
☆سندوعہ (ضلع گجرات) میں ہمارے مہربان ڈاکٹر وسیم چودھری کے سسر اور ساس مرحومین
☆جناب شیخ محمد اقبال صاحب (مہربان کالونی، ملتان) کے جواں سال فرزند ٹریفک کے حادثے میں انتقال کر گئے۔
☆راولپنڈی میں ہمارے مہربان جناب محمد ناصر صاحب کے چھوٹے بھائی محمد طاہر مرحوم (انتقال: ۹/ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۰/ ستمبر ۲۰۰۸ء)
☆چیچہ وطنی کی مشہور فلاحی تنظیم ''الحمد رد فاؤنڈیشن'' کے رہنما اور مجلس احرار اسلام کے معاون جناب نیامت علی شرافت، انتقال: ۲۲/ ستمبر ۲۰۰۸ء، مرحوم جماعت کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔
☆اٹلی میں مقیم ساہیوال سے تعلق رکھنے والے صحافی جناب ڈاکٹر جاوید کنول کے بھائی جعفر جاوید ۳/ اگست کو ایک حادثے میں انتقال کر گئے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ رمضان المبارک میں اپنی خصوصی دعاؤں میں انھیں یاد رکھیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعاء صحت

ہمارے بہت ہی شفیق اور مہربان بزرگ، مجلس احرار اسلام لیاقت پور کے امیر اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کے شاگردِ رشید جناب قاری ظہور رحیم عثمانی مدظلہ گزشتہ چند ماہ سے علیل ہیں۔ احباب اُن کی صحت یابی کے لیے خصوصی دعاء فرمائیں۔ (ادارہ)

پیر غلام حبیب نقشبندی
پیر عبدالرحمن قاسمی

صاحبزادہ پیر عبدالرحیم نقشبندی مجددی

روحانی
تربیتی
نقشبندی

خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ اور
دارالعلوم حنفیہ چکوال کا

57 واں
سالانہ اجتماع
مبارک

فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی

سہ روزہ

29
30
31
اکتوبر 2008
بروز بدھ، جمعرات، جمعہ

بعد نماز جمعہ

برادرانِ اسلام! دنیوی و روحانی زندگی کی تعمیر تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کے لیے اولیاء اللہ کی صحبت اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔ زندگی کے ان دنوں کو غنیمت سمجھیں تاکہ ہماری معاشرتی اور روحانی زندگی میں اسوۂ حسنہ کے مطابق تبدیلی آئے اور ہم اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں اور روزِ قیامت حضور علیہ السلام کی شفاعت حاصل کر سکیں

الداعی الی الخیر
صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی
خدام خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ
چکوال
فون: (0543) 541570

نئی کتابیں

سیّدی واَبی

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے سوانح وافکار اور جیل سے لکھے گئے بیٹی کے نام خطوط
★★★★★
تاریخی واقعات، ذاتی یادداشتیں، عظیم شخصیات کا تذکرہ

ایک عظیم بیٹی کا اپنے عظیم باپ کو خراجِ تحسین

مصنفہ
بنتِ امیر شریعت سیدہ اُم کفیل بخاری مدظلہا

قیمت :-/250 روپے

تحریکِ آزادی کے عظیم رہنما، فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

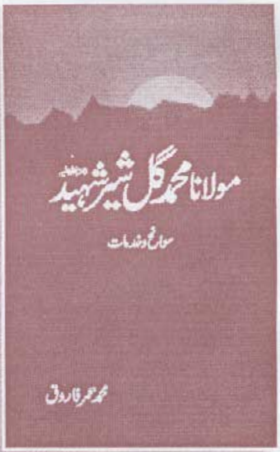

کراچی میں ملنے کا پتا
مفتی ہارون مطیع اللہ
D-301، ارم اپارٹمنٹس بلاک 17
گلشن اقبال، کراچی 0300-2161105

قیمت :-/250 روپے

مؤلف ڈاکٹر محمد عمر فاروق

رابطہ بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061 - 4511961 0300-8020384

بیاد محدث بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تاسیس

28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمدللہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری ومڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ

061 - 4511961

0300-6326621

majlisahrar@yahoo.com

majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

امیر

مجلس احرار اسلام

پاکستان

بیادِ مجددِ بنی ہاشم [illegible] رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
تاسیس شدہ
1989

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ
سریا، بجری اور دیگر سامانِ تعمیر
دے کر جامعہ کے ساتھ
تعاون
فرمائیں

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

- 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔
- مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں
تا کہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
مہتمم
ابن ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by
0300-7345096